براہِ راست قادیانیت پر غور کرنے کا

آسان راستہ

قرآن وحدیث کے علمی مسائل میں اُلجھے بغیر

اردو پڑھے لوگ اردو کتابوں کو خود دیکھ سکتے ہیں

تالیف

ڈاکٹر علامہ خالدِ محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

آسان رستہ

مرزا غلام احمد کے پانچ حربے

پہلے پندرہ دن امرتسر میں مناظرہ رہا
پیشگوئی میں پندرہ ماہ کی مدت
جھوٹے کی سزا کے چار پیرائے
مرزا صاحب کا دعوےٰ کہ آتھم نے
دل سے اسلام قبول کرلیا ہے۔
دل میں توبہ سے بھی توبہ ہوجاتی ہے
گو ظاہراً کفر پر اڑا رہے۔
آتھم کی پیشگوئی کے آخری دن
قادیان میں آہ وزاری کا ایک منظر
مرزا صاحب کا اس دن اپنا حال
دانے کسی ایک غیر آباد میں کنوئیں میں ڈالے گئے
بشیر الدین محمود کا افسوس کہ آتھم نہیں مرا
۲. محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی
اس خاندان سے پہلے رشتے
مرزا کی پہلی بیوی کی بھتیجی
مرزا فضل احمد کی بیوی کی رشتہ میں بہن
محمدی بیگم کا خواب میں کہنا کہ میں آگئی ہوں
مرزا صاحب کی عادت تھی کہ خواب کو ظاہراً بھی پورا کرتے
محمدی بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے ہوئی
مفقود الخبر کی جائیداد احمد بیگ کی بیوی کو جاتی تھی
جدی جائیداد میں غلام احمد کی اجازت درکار تھی
اس اجازت کے بدلے محمدی بیگم کا رشتہ مانگا
غلام احمد کو وحی آئی کہ تو یہ رشتہ مانگ

مرزا احمد بیگ کو حلال بعد اخطا
محمدی بیگم کے خاوند کی پیشگوئی
محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کے الفاظ
مدت کے سامنے میں یہ پیشگوئی یاد آتی
مرزا غلام احمد کا اشتہار ۱۸۹۴ء
محمدی بیگم کے آنے کے سات اشتہارات
مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات غلط نہ نکلے
اپنی پہلی بیوی (فضل احمد کی ماں) کو طلاق دی
فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوائی
مرزا کی دوسری بیوی سوکن کے لیے دعا مانگتی رہی
پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں مرزا کی سزا
۱. ہمیشہ کی لعنتیں ہوتی رہیں گی
۲. دس لاکھ آدمیوں میں رسوائی ہوگی
۳. اپنے دجال ہونے کا اقرار لازم ہوگا
یہ پیشگوئی کوئی انذاری پیشگوئی نہ تھی کہ ٹل جائے
دو عورتوں کے نکاح میں آنے کا وعدہ
ایک کنواری اور ایک بیوہ۔
پیشگوئی کب پوری نہیں ہوتی؟
جب اس کا مدعی کاذب ہو۔
(۳) مرزا پر الہامات کے نشان کیسے جھوٹے اترے
۱. ایک وجیہ اور پاک لڑکے کی خبر
مگر افسوس کہ مرزا صاحب کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی
مرزا غلام احمد کی تاویلیں

۳. اگلے حمل سے وہ مولود مسعود پیدا ہوا
مگر افسوس کہ وہ سولہ ماہ بعد مرگیا
مرزا کا نور الدین کو پریشانی بھرا خط
نور الدین کا مشورہ کہ اسے بشیر اول سے موسوم کرو
تا لوگ بشیر دوم کے انتظار میں لگ جائیں
۴. اگلے حملے سے پھر بشیر الدین محمود پیدا ہوا

(۴) ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کی موت کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے اس کلمہ گو کو مرتد ٹھہرایا
ڈاکٹر عبد الحکیم کی پیشگوئی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک کی
مرزا غلام احمد کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی

(۵) مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی

اسی سال یا اس کے قریب قریب (ازالہ)
اسی سال یا پانچ چھ سال زیادہ یا کم
(ضمیمہ براہین)
مرزا کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں (کتاب البریہ)
قادیانیوں کی تاریخ پیدائش کو مقدم کرنے کی کوشش

(۳) مرزا غلام احمد کا لین دین امانت و دیانت کے نقطہ نظر سے

۱. کتاب براہین احمدیہ کے اشتہارات
پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء پانچ روپے قیمت
دوسرا اشتہار دسمبر ۱۸۷۹ء دس روپے قیمت
پھر قیمت ۲۵ روپے پھر ۱۰۰ روپے
آخری عہد ۴۸۰۰ صفحات کا تھا
آخری عمل ۴۶۲ صفحات چار جلدوں میں
پھر اس کتاب کا متولی اللہ رب العالمین کو بنا دیا گیا
مسلمانوں میں مرزا غلام احمد کو کیا سمجھا گیا
چور، مکار، مال مردم خور، حرام خور
۱۸۹۹ء کا اعلان جو ایام الصلح میں دیا گیا ہے
۱۸۸۴ء میں شحنہ حق میں پانچویں حصے کا اعلان
پچاس کے وعدے کو پانچ میں قبول کیجئے
یہ پانچواں حصہ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا
کتاب براہین احمدیہ کی تالیف میں دوسروں سے امداد
۱. مولوی چراغ علی سے امداد
۲. گوجرخاں کے فضل محمد کی کتاب اسرار شریعت سے کتنے مضامین سرقہ ہوئے۔
حضرت مولانا تھانویؒ نے جس کتاب سے مضامین لیے وہ اسرار شریعت تھی اسی سے غلام احمد نے مواد لیا۔
مرزا غلام احمد کی مدد کرنے والے بارہ حضرات
مرزا غلام احمد نے اپنے الہامات کی بنیادیں براہین احمدیہ میں ہی رکھ دی تھیں۔
مرزا غلام احمد کی علماء کو پیچ میں لینے کی چال
براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ بھی بطور پیچ لکھا گیا تھا۔

(۴) حقوق العباد کے اُجڑے دیار میں انسانی حقوق کا تماشہ۔

خاوند بیوی کے حقوق میں مرزا صاحب کا کردار
بنی فاطمہ سے جوڑ پیدا کرنے کے لیے دوسرا نکاح

یتزوج کی پیشگوئی اس بیوی پر پوری ہوگی

نصرت بیگم کے آنے سے حرمت بی بی پر کیا گزری

محمدی بیگم سے نکاح کے لیے حرمت بی بی کو طلاق

اپنے بیٹے سلطان احمد کو عاق کرنے کی دھمکی

کیا یہ اقدامات شریعت کے مطابق تھے

محمدی بیگم کے والد کو زمین دینے کا لالچ دینا

مرزا نے یہ خط خدا کے حکم سے لکھا تھا

تیسرے حصہ کی وصیت کیا کسی وارث کے حق میں جا سکتی ہے؟

حضورؐ کا ارشاد کہ وارث کے لیے وصیت نہیں

نکاح نہ ہونے کی صورت میں مرزا کا اپنے آپ کو چوہڑا اور چمار کہنا.

۱۹۰۱ء میں اعلان وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی

(۵) ۱. مرزا غلام احمد کی ایک اور پیشگوئی

قادیان کے ایک پیر جی منظور محمد کے ہاں

لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی

خواب کے بعد الہام بھی ہو گیا

لڑکے کی بشارت خواب میں دی گئی

نام بشیر الدولہ رکھا جائے یہ الہام ہوا

چار ماہ بعد یہ الہام کہ دو نام ہوں گے

بشیر الدولہ اور عالم کباب

پھر الہام کہ دو نہیں چار نام ہوں گے

شادی خاں اور کلمۃ اللہ خاں

پھر الہام کہ نو نام ہوں گے

مگر افسوس کہ پیدا لڑکی ہوئی

۲. ایک اور پیشگوئی کا حال سنیے

۳. ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

۴. ایک اور پیشگوئی کا حال سنیے

۵. مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل چلے گی

۱. مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ

۱. تین شہروں کا نام قرآن میں

مکہ. مدینہ. قادیان

۲. سورۃ تحریم میں کہ اس امت کے بعض افراد کا نام مریم ہوگا.

تمہارا امام تم میں سے ہوگا یہ

بات قرآن میں کئی جگہ بتائی گئی.

۳. مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات

اسلامی علماء سے دکھ اٹھائے گا

وہ اس کو کافر کہیں گے

یہ قرآن و حدیث پر جھوٹ ہے

۴. کرشن کنہیا نبی تھا. یہ حدیث پر جھوٹ باندھا گیا ہے.

۵. قرآن کریم پر ایک بڑا جھوٹ

واقعات پر جھوٹ کہ یہ سب ہو چکا

۶. احادیث پر ایک بڑا جھوٹ

مسیح موعود چودہویں صدی کا مجدد ہوگا

مہدی کے ظہور کے لیے بھی چودھویں صدی

قطعی مہر انبیاء سے ہوتی ہے اولیاء سے نہیں

۲. مرزا غلام احمد کی سفہیات

مامور من اللہ کا فہم اور درایت ممتاز ہوتا ہے

۱. سر درد کے لیے مرغا باندھنا

۲. مرغی ذبح کرتے انگلی کاٹ لی

۳. بیٹی کو دوا کی بجائے تیل کی شیشی پلادی

۳. مرزا غلام احمد کے تضادات

ا. یتزوج و یولد لہ کی حدیث کی پیشگوئی

۱. نصرت جہاں کے حق میں

۲. محمدی بیگم کے حق میں

۲. حرمت بی بی بے دین لوگ تھے

محمدی بیگم کی طلب ہوئی تو یہ اچھے لوگ ہو گئے

۳. غلام احمد نے ایک نوکر سے قرآن پڑھا

میں نے کسی سے دین کا ایک سبق نہیں لیا

۴. با خدا لوگ زن مرید نہیں ہوتے

مولوی عبدالکریم کا بیان کہ حضرت زن مرید تھے

گھر کی خدمت گذار عورتوں میں مرزا صاحب کی کتنی عزت تھی؟ } مرجا

۴. مرزا غلام احمد کی فحشیات

۱. آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے

۲. ہندو لالہ جی اور لالی کی بات چیت

لالی کے پاس اس کے دوستوں کو لانا

۳. رام دئی کی کہانی اور مرزا صاحب کے چٹخارے.

تذکرۃ المہدی میں فحش پنجابی لفظ

۴. مولوی سعد اللہ کی بیوی کے رحم پر مہر

۵. اپنے نہ ماننے والے سب ذریۃ البغایا

۶. پیر مہر علی شاہ کو ملعون کی گالی

۷. مخالفین کو سوروں اور کتیوں کی اولاد کہنا

۸. حیا نہ رہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے

پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کا تعاقب

۱. علماء لدھیانہ ۲. علماء امرتسر

۳. پیر مہر علی شاہ گولڑوی

۴. حضرت مولانا محمد علی جالندھری

۵. مولانا محمد چراغ از گوجرانوالہ

مولانا محمد چراغ کے شاگرد مولانا محمد حیات نے سب مبلغین کے استاد بنے.

قادیانیوں کے بارے میں پاکستان کے سب عوام مسلمان نکلے.

جناب محمد رفیق تارڑ منصب صدارت پر

پنجاب اسمبلی میں سب مسلم ممبران مولانا منظور احمد چنیوٹی کی حمایت میں.

قادیانیت بیسویں صدی کے آخری سال میں اپنے تاریخی انجام کو پہنچ گئی

قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ

قرآن وحدیث کے مسائل میں الجھے بغیر براہ راست قادیانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ

کسی مدعی الہام اور اس کے مامور آسمانی ہونے کو جانچنے کی آسان راہ اس کی پیش گوئیاں ہیں جو اس نے اپنے صادق و کاذب ہونے کے باب میں تحدی سے پیش کی ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے۔

(۱) "بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور محک امتحان نہیں ہو سکتا ہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸ '۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء ' آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸)

(۲) "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں"۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

(۳) مرزا غلام احمد نے اپنے مخالفین کے خلاف جو پیش گوئیاں کیں انہیں اپنے صدق یا کذب جانچنے کی کسوٹی ٹھہرایا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ مرزا غلام احمد ان پیش گوئیوں میں ایک ایک میں جھوٹا نکلا۔ اور اپنے کئی دشمنوں کے سامنے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ یہ آخری لفظ سخت ضرور ہیں۔ لیکن یہ الفاظ راقم الحروف کے نہیں خود مرزا غلام احمد کے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پیش گوئیوں میں خود یہ دعا کی تھی اے خداوند اگر یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے ذلت اور نامرادی کے ساتھ ہلاک کر (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۴۳)

افسوس کہ مرزا صاحب اپنے بعض دشمنوں کی زندگی میں اپنی پیشگوئیوں کو جھوٹا کرتے ہوئے مر گئے کیا یہ ان کے اپنے الفاظ میں ذلت اور نامرادی کی موت نہیں؟

تاہم یاد رکھیے پیغمبر اپنی صداقت کے لئے اس قسم کی زبان کبھی نہیں بولتے اور نہ وہ کسی پیرایہ میں کبھی اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ سکتے ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ یہ بد زبانی بھی ملاحظہ کرتے جائیں جو یہ شخص اپنے بارے میں بول رہا ہے۔ جو اپنے حق میں یہ زبان بول سکتا ہے وہ دوسروں کے بارے میں کیا زبان بولے گا یہ آپ خود اندازہ کرلیں۔

پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے

نہ وہ اسے کسی شرط سے مشروط کرتے ہیں

جس طرح انسان کبھی اس طرف نہیں جاسکتا کہ شاید میں انسان نہ ہوں کیونکہ انسان ہونا اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے اسی طرح پیغمبر کبھی اس سوچ میں نہیں جاتا کہ شاید میں پیغمبر نہ ہوؤں قرآن کریم نے بہت سے پیغمبروں کے دعویٰ نبوت اور ان کی اپنے مخالفوں سے بات چیت کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں آپ کو ایک واقعہ بھی نہ ملے گا کہ کوئی پیغمبر کوئی شرط لگا کر اس پر اپنے نبی نہ ہونے کا جملہ بولے پیغمبر اپنے نبی نہ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے نہ وہ اسے کسی واقعہ کے ہو جانے سے ثابت کرتے ہیں۔

پیغمبروں کی پیشگویاں بیشک برحق ہیں لیکن کسی پیغمبر نے کبھی اپنی نبوت کو کسی پیشگوئی کی بھینٹ پر نہیں رکھا وہ پیشگوئی کر کے بھی یہ نہ کہیں گے کہ اگر یہ اس طرح پوری نہ ہوئی تو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہیں یہ سوچ کبھی ان کے صحن فکر میں داخل نہیں ہوتی۔ جن پیغمبروں نے اپنی قوم کو آنے والے عذاب سے ڈرایا انہوں نے بھی یہ نہ کہا کہ اگر عذاب نہ آئے تو ہم خدا کی طرف سے نہیں ہیں پیغمبر پیشگوئی کرتے ہیں اور وہ پوری بھی ہوتی ہے لیکن وہ کسی پیشگوئی کے ساتھ تحدی نہیں کرتے اور اسے اپنے صدق وکذب کا محک نہیں بناتے قرآن کریم سے آپ کو اس کی ایک مثال بھی نہ ملے گی۔

پیغمبروں کے معجزات برحق ہیں معجزہ سامنے آنے پر ہی نہ ماننے والوں کو اس کی مثل لانے سے عاجز سمجھا جاتا ہے معجزہ دکھانے سے پہلے کبھی یہ تحدی نہیں ہوتی کہ اگر میں ایسا نہ کر دکھاؤں تو میں پیغمبر نہیں ہوں (معاذ اللہ استغفر اللہ)

پیغمبرانہ دعوت کا اسلوب :

پیغمبر ہمیشہ خدا کو سامنے رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو خدا کے نام سے دیتے ہیں اپنے نام سے نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا کو مان لینا خود ان کے مان لینے کو لازم ہو گا لیکن بات چیت میں وہ اپنے آپ کو آگے نہیں رکھتے اور خدا کی راہ کو وہ اپنی پیشگویوں سے وابستہ نہیں رکھتے ان کی دعوت میں توحید پہلے ہوتی ہے اور اپنی رسالت کی دعوت وہ اس کے ضمن میں سامنے لاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا اسلوب دعوت:

مرزا غلام احمد کا پیرایہ دعوت پیغمبرانہ اسلوب دعوت سے بالکل لگا نہیں کھاتا اس میں (Black Mailing) کا عنصر نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو مرزا غلام احمد کی شرافت اور دیانت کو ابتداء میں ہی تار تار کر دیتا ہے

(۱) مخالفوں کو موتوں سے ڈرانا۔ (۲) زلزلوں اور وباؤں سے خوف زدہ کرنا۔

(۳) نہ ماننے والوں کے نام ونسب کو ان کے سامنے مشتبہ کر کے رکھ دینا۔

(۴) حکومت برطانیہ کے پولیٹیکل ایجنٹ کی حیثیت سے مخالفوں کے بارے حکومت کو اطلاعات فراہم کرنے کی دھمکی دینا۔ (۵) اپنے دعوؤں کو نمبروار ذہن میں رکھنا۔

یہ وہ امور ہیں جو آپ کو کسی پیغمبر کے اسلوب دعوت میں نہ ملیں گے۔ پیغمبر جو بات کہتے ہیں وہ اتنی ہی ان کے ذہن میں ہوتی ہے جتنی وہ کہتے ہیں۔ کسی حصے کو چھپانے اور کسی کو ظاہر کرنے کی چالیں ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں۔ پیشگویوں میں وہ استعار: تیں

بات نہیں کرتے نہ وہ استعاروں کو اپنی صداقت کی کسوٹی بناتے ہیں۔ اور نہ وہ گالیوں سے اپنے مخالفوں کی زبان بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مخالفوں کو موتوں سے ڈرانا

(۱) مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو موت کی دھمکی :

اذیتنی خبثا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یا ابن بغائی

(انجام آتھم در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے تکلیف دی ہے سو میں سچا نہیں اے نسل بدکاراں اگر تو ذلت سے نہ مرے۔

(۲) مولانا ثنا اللہ امرتسری کی زندگی میں مرنے کی پیشگوئی :

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۰)

(۳) پادری عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی :

وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ (جنگ مقدس ص ۱۸۸)

(۴) ڈاکٹر عبدالحکیم کی ہلاکت کی پیشگوئی :

وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ ۴ اگست ۱۹۰۸ تک مر جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کا نشان ہوگا مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مقابل

مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔

(چشمہ معرفت ص ۳۲۷)

(۵) مرزا احمد بیگ کے داماد (محمدی بیگم کے خاوند) کی موت کی پیشگوئی:

وقال انما ستجعل ثیبة ویموت بعلها وابوها الی ثلث سنة عن یوم النکاح ثم ردها الیك بعد موتهما (کرامات الصادقین ص ۱۲۰ ر۔خ جلد ۷ ص ۱۶۲)

(ترجمہ) اور اللہ نے کہا ہے وہ عنقریب بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائیں گے پھر وہ ان دونوں کی موت کے بعد تیرے نکاح میں لائی جائے گی۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کا پورا ہونا تقدیر مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱)

(۶) پنڈت لیکھ رام کی غیر معمولی موت کی پیشگوئی:

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانیوں کی سزا میں .... عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص (پنڈت لیکھ رام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت نہ رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

خرقِ عادت عذاب سے مراد وہ پکڑ ہے جو انسانی ہاتھوں کی نہ سمجھی جا سکے اس میں قتل وغیرہ

کی کوئی صورت نہ ہو قتل تو مخالفین میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ دیکھئے یہ موتوں کا بادشاہ کس طرح موتوں پر موتیں لا رہا ہے اور موتوں کی دھمکیوں سے اپنی نبوت منوا رہا ہے کیا یہ کھلی بلیک میلنگ (Black Mailing) نہیں ہے۔ اس وقت یہ بحث نہیں کہ یہ پیشگویاں پوری ہوئیں یا نہ۔ یہ بحث آگے آئے گی اس وقت صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد کا اپنی نبوت کو ان پیشگوئیوں کی بھینٹ چڑھانا اور اپنی نبوت کو دوسروں کی موتوں سے وابستہ کرنا یہ وہ راہ ہے جو اب تک کسی پیغمبر نے نہ اپنائی' پیغمبر اپنے بارے میں نبی نہ ہونے کا کبھی سوچ نہیں سکتے نہ وہ اپنی نبوت کو دنیا کے کسی واقعہ یا حادثہ کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

مرزا کے اپنی نبوت کی دعوت دینے کے غیر فطری پیرائے :

مرزا غلام احمد کا سارا لٹریچر اس قسم کی بلیک میلنگ سے بھرپور ہے اس مختصر تحریر میں ان پر تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں تاہم مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی کا ہم یہاں ذکر کئے دیتے ہیں وہ اس پہلو سے نہیں کہ وہ پیشگوئی اپنے ہاں پوری ہوئی یا نہ یہاں ہم صرف یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد پیشگوئی کرنے میں کس قدر چالاک اور عیار رہتا بلکہ اسکے پورا نہ ہونے پر اصل الفاظ کو بدلنے میں بھی اسے کوئی شرم نہ آتی تھی۔

مرزا قادیانی کی اس چھٹی پیشگوئی کی کچھ ضروری تفصیل

مرزا صاحب کی صرف ایک پیشگوئی ہے جو مقرر کردہ تاریخ کے اندر واقع ہوئی اور وہ پنڈت لیکھ رام کی موت کی پیشگوئی تھی لیکن اسے ہم پیشگوئی کا پورا ہونا نہیں کہہ سکتے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ میں یہ ایک ایسی موت تھی جو انسانی ہاتھوں سے بالا ہو' اسے دیکھ کر کسی انسانی کارروائی کا گمان نہ گزرے۔ چھری سے قتل ایسی موت ہے جو انسانی ہاتھوں

سے وقوع میں آتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قاتل پکڑا جا سکے یا نہ۔ لیکن جو موت کسی پر آسمانی لعنت کے طور پر اترے اس میں اس قسم کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ کہ دیکھنے والے کو اس میں کسی انسانی سازش کا گمان گزرے پنڈت لیکھ رام جو مقررہ تاریخ کے اندر چھری سے مارا گیا اس پیشگوئی کے الفاظ آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱ پر یہ تھے۔

"خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں، آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا میں بھگتنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس بات پر میں راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر سولی پر کھینچا جائے"۔

پھر جب پنڈت لیکھرام مارا گیا تو اس پیشگوئی کے الفاظ اس طرح وضع کر لیئے گئے۔

" میں نے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا"

(نزول مسیح ص ۱۷۵ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۵۵۳)

اب آپ ہی دیکھیں کہ چھری کا لفظ اصل پیشگوئی میں نہ تھا مگر جب پنڈت لیکھرام عملاً چھری سے مارا گیا تو مرزا غلام احمد نے نہایت چالاکی سے اصل پیشگوئی میں چھری کے الفاظ داخل کر دیئے۔ یہ اپنے فریب سے اسے پورا کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟ مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ یاد رکھیے اور دیکھئے کہ کیا وہ خود ان کا مصداق نہیں؟

ہم ایسے شخص کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال

کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر سے پیشگویاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے' اپنے مکر سے' اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کرائے (سراج منیر ص ۲۳) خرقِ عادت کے الفاظ سے ہٹ کر چھری کے الفاظ اپنی طرف ڈالنا کیا اپنی پیشگوئی کو درست ثابت کرنے کی ایک چال نہیں؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

ایک حیرت اور تعجب کا ازالہ:

آپ یہ خیال نہ کریں کہ مرزا غلام احمد کو اس قسم کی جھوٹی پیشگویوں سے اس صف کے لوگوں میں آنے کا کیوں شوق تھا؟ اگر نہیں تو وہ کیسے پیشگویوں پر پیشگویاں کرتا چلا گیا۔ کیا اسے خود معلوم نہ تھا کہ اس مدت کے آگے میری ذلت اور رسوائی کے دن آئیں گے اور سب لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ مرزا غلام احمد جن الفاظ میں پیشگوئی کرتا ہے ان سے متبادر ہوتا ہے کہ وہ بات بنا نہیں رہا خالص جھوٹ کو کیسے اس قسم کے یقینی الفاظ میں ڈھالا جا سکتا ہے؟ اس تعجب کا ازالہ درکار ہے:

مرزا غلام احمد کو ایسے چکر شیطان دیتا تھا وہ ایسی باتیں بہ پیرایہ وحی غلام احمد کے دل میں ڈالتا تھا اور یہ نادان سمجھتا تھا کہ یہ وحی خداوندی ہے جو ختم نبوت کے بعد پھر سے جاری ہو گئی ہے۔ قرآن کریم میں خبر دی گئی ہے کہ شیطان کبھی اس پیرائے میں بھی اپنے پیروؤں پر حملہ آور ہوتا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیا نهم لیجادلوکم وان اطعتموهم انکم لمشرکون (پ۸ الانعام ۱۲۱)

(ترجمہ) اور شیطان وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تاکہ وہ تم سے مجادلہ کریں اور اگر تم نے ان کی بات مانی تو تم بھی مشرک ہو گئے۔

شیطانی وحی کس طرح آتی ہے اس میں بہت وسعت ہے ضروری نہیں کہ جن پر آئے اسی وقت انہیں اس کا پتہ چل جائے۔

مرزاغلام احمد خود بھی اس اصول کو مانتا ہے۔

"واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے" (ضرورۃ الامام ص ۱۴)

مرزاغلام احمد کی ایک نادانی اور ایک چالاکی :

غلام احمد اپنے سچا اور جھوٹا ہونے کی بجائے اس پیرائے میں سامنے کیوں آتا تھا کہ یہ وحی اس نے خود نہیں گھڑی ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کی باتوں کے بیشتر الفاظ اسے اس وحی شیطانی سے موصول ہوتے تھے اور ان میں وہ اپنے آپ کو مفتری نہیں سمجھتا تھا لیکن اس بات میں وہ خود مجرم تھا کہ جب واقعات ثابت کر دیتے کہ وہ وحی خداوندی نہ تھی تو وہ اسے خواہ مخواہ سچ ثابت کرنے کے لئے تاویلات کرتا تھا اور بجائے اس کے کہ وہ اس شیطانی وحی کو کتاب و سنت پر پیش کرتا وہ اسے وحی خداوندی سمجھتے ہوئے خود اپنے سابقہ اسلامی عقائد کو چھوڑ گیا اس حکم کی وحی شیطانی نے جبراً اس کے عقائد میں تبدیلی کرائی۔

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے۔

"الغرض حقیقۃ الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی"۔

(الفضل ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء خطبہ جمعہ کالم ۳)

پھر یہ بھی کہا

دعویٰ مسیحیت کی بابت بھی تبدیلی جبراً بذریعہ وحی ہوئی اور نبوت کے متعلق بھی سابق عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی (ایضاً)

صورت حال کچھ بھی ہو یہ بات اپنی جگہ صحیح اور یقینی ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئیاں کھلے بندوں جھوٹی نکلیں اور اگر کوئی شیطانی وحی کبھی سچی بھی نکلی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ وحی خداوندی تھی مرزا خود لکھتا ہے۔

"ممکن ہے ایک خواب سچا بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن

ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکہ دیتا ہے تا ایمان چھین لے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳)

مرزا غلام احمد کی یہ عبارت آپ پہلے بھی دیکھ آئے ہیں۔

"واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے"۔

(ضرورت الامام ص ۱۴)

مرزا صاحب تو یہ بھی لکھتے ہیں۔

" راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق و فاجر بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸)

یہ وجہ ہمیں سمجھ میں نہیں آئی کہ اس حقیقت کو مرزا صاحب اپنا تجربہ کیسے بتا رہے ہیں۔ انہیں اس قسم کے لوگوں کی صف میں بیٹھنے کا کیوں شوق تھا۔

ہم ذیل میں مرزا غلام احمد کی چند پیشگویوں کا ذکر کریں گے اور یہ بات اپنی جگہ حق ہے کہ وحی الہی پر مبنی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی قرآن کریم میں ہے :

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام

(پ ۱۳ ابراہیم ۴۷)

(ترجمہ) سو خیال مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کو دیئے گئے وعدے کا خلاف کرے گا بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔

ہم یہاں پہلے مرزا غلام احمد کی چند پیشگویاں ذکر کرتے ہیں اور ان کے بعد مرزا کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں جیسے

(۱) لین دین میں بد دیانتی

(۲) انسانی حقوق کی پامالی

(۳) کھلے بندوں جھوٹ بولنا

(۴) تضادات کا شکار ہونا

(۵) بدزبانی اور فحش پسندی

وغیرہ ذکر کیے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد کی جھوٹی پیشگویاں

مرزا غلام احمد کے مخالفین میں عیسائیوں میں پادری آتھم، مسلمانوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، عورتوں میں مرحومہ محمدی بیگم اور اپنے ساتھیوں میں پٹیالہ کے ڈاکٹر عبدالحکیم اور ہندوؤں میں پنڈت لیکھ رام خاص طور پر مرزا غلام احمد کی پیشگویوں کا موضوع بنے مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

"درحقیقت میرا صدق یا کذب آزمانے کیلئے یہی کافی ہیں"۔

(ازالہ اوہام جلد ۲ ص ۳۱۸)

ضروری نہیں کہ جس قدر بطور نمونہ کے میں نے پیشگویاں کی ہیں ایک ایک پیشگوئی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا جائے۔

مرزا غلام احمد کی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نکلے تو یہ اس کے کاذب ہونے کیلئے کافی ہے۔ خود لکھتا ہے۔

اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔ (اربعین حصہ ۴ ص ۲۵ ر۔خ ج ۱۷ ص ۴۶۱)

اب ہم پادری عبداللہ آتھم سے اس بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

(i) عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی :

مرزا غلام احمد نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی کی اور کہا کہ خدا نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ مرزا غلام احمد اور پادری عبداللہ آتھم کا تحریری مناظرہ امرتسر میں ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء تک پندرہ دن رہا۔ اس میں حکیم نور الدین اور مولوی سید محمد احسن مرزا صاحب کے معاون تھے اسی مناظرے کی روئداد جنگ مقدس کے نام سے شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پریس امرتسر نے شائع کی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی آخری تحریر میں لکھا :

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے .... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی .... تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔

(۱) مجھ کو ذلیل کیا جائے (۲) روسیاہ کیا جائے (۳) میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے اور (۴) مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ (۱) وہ ضرور ایسا ہی کرے گا (۲) ضرور کرے گا (۳) ضرور کرے گا (۴) زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص ۲۱۱ ر۔خ جلد ۶ ص ۲۹۲۔۲۹۳)

اس پیشگوئی کے مطابق آتھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ قرار پایا مگر دنیا

گواہ ہے کہ وہ ۵ ستمبر کو صحیح سلامت موجود تھا اب عبداللہ آتھم کا خط بھی پڑھیں جو اس وقت کے اخبار "وفا دار" لاہور میں شائع ہوا۔

"میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ مرزا صاحب کی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشگوئی ہے .... اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں کون کسی کو روک سکتا ہے میں دل سے اور ظاہرا پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں"۔

یہ دل سے توبہ کرنے کا تصور بھی مرزا صاحب کی نئی شریعت ہے قرآن شریف تو اس توبہ کو لائق قبول ٹھہراتا ہے جو کھول دی جائے یہ اچھی توبہ ہے۔ جو پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے پر آتھم کے سر تھوپی جارہی ہے قرآن کریم تو توبہ کے ساتھ اس کے بیان ہونے کو بھی لازم ٹھہراتا ہے :

الا الذین تابوا واصلحوا و بینوا فاولئك اتوب علیهم (پ ۲ البقرہ ۱۶۰)

(ترجمہ) مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور (اپنے بگاڑ کی) اصلاح کی اور اسے برسر عام بیان کیا وہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں۔

پھر اگر آتھم واقعی تائب ہو چکا تھا تو خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے کیوں اطلاع نہ دے دی۔ شیخ یعقوب علی عرفانی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اپنی جماعت کا حال ان لفظوں میں ذکر کرتا ہے :

"آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو غرض ایسا کہرام مچا ہے کہ غیروں

کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں"۔ (سیرت مسیح موعود ص ۷)

خود مرزا صاحب کا حال اس دن کیا تھا اسے ان کے بیٹے بشیر احمد کے بیان میں دیکھیں آپ اس دن عملیات میں گھرے ہوئے تھے اور دانے پڑھوا رہے تھے وہ لکھتا ہے "وظیفہ ختم کرنے کے بعد ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر لے گئے اور فرمایا کہ یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے"۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۵۹)

یہ عملیات بتا رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد آتھم کو اندر سے مسلمان ہوا نہ سمجھتا تھا پھر معلوم نہیں خدا نے اسے مسلمان ہوا کیسے سمجھ لیا اور اس سے موت ٹال دی۔

مرزا بشیر الدین محمود کا بیان بھی لائق دید ہے جو الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء میں چھپا ہے وہ کہتا ہے۔ "اس دن کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی گئیں چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے یا اللہ آتھم مر جائے"۔

مگر افسوس کہ اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجے میں بھی آتھم نہ مرا۔

(ii) محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی :

یہ کمسن لڑکی ایک رشتہ سے مرزا صاحب کی بھانجی ایک رشتہ سے بھتیجی اور ایک رشتہ سے مرزا کی بیوی کی بھتیجی تھی اور آپ کی بہو کی بھی رشتہ کی بہن تھی ہندوستان کے سماج میں یہ مرزا غلام احمد کی اولاد کے درجے کی تھی غلام احمد خود لکھتا ہے۔

هذه المخطوبة جارية حديثة السن عذراء و كنت حينئذ جاوزت خمسين

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

(ترجمہ) یہ جس کے نکاح کی طلب ہے ایک کمسن چھوکری ہے اسے کسی نے نہیں چھوا ہے اور میں اس وقت پچاس سال سے تجاوز کر چکا ہوں۔

مرزا غلام احمد کی نظر اس پر بیٹی کی نظر کیوں نہ پڑی بیوی کی نظر ہی کیوں پڑی ہم اس وقت اس پر بحث نہیں کرتے۔ مرزا غلام احمد نے ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء کو ایک خواب میں دیکھا تھا۔

"چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے .... وہ عورت یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ جوان عورت ہے .... میں نے دل میں خیال کیا یہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی اس نے کہا میں آگئی ہوں" (تذکرہ ص ۱۳۸)۔

مرزا کی خواہش ہوتی تھی کہ جو خواب دیکھے اسے ظاہراً بھی پورا کرے۔ مرزا کے چچازاد بھائی مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین محمدی بیگم کے حقیقی ماموں تھے اور یہ مرزا صاحب کی چچازاد بہن کی بیٹی تھی۔ اس چچا زاد بہن کے رشتہ سے مرزا احمد بیگ مرزا غلام احمد کا بہنوئی لگا یہ مرزا صاحب کا ماموں زاد بھائی بھی تھا۔ مرزا غلام احمد کے بیٹے فضل احمد کی بیوی محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن تھی۔ سو مرزا غلام احمد کے ہاں یہ کمسن لڑکی بہو کے برابر کی تھی۔

محمدی بیگم سے نکاح کی تحریک کیسے کی :

مرزا امام الدین کا ایک بھائی مرزا غلام حسین بھی تھا جو مفقود الخبر ہو گیا تھا اس کی بیوی مرزا احمد بیگ کی بہن تھی اس مفقود الخبر کی جائیداد بہن کے واسطہ سے مرزا احمد بیگ

کو تب مل سکتی تھی کہ مرزا غلام حسین کے بھائیوں کی بھی اجازت ہو احمد بیگ ان کا بہنوئی تھا اس لئے وہ اس پر راضی تھے جدی جائیداد ہونے کی وجہ سے برٹش لاء (British Law) میں مرزا غلام احمد کی اجازت بھی ضروری تھی گو شرعاً اس کا اس پر حق نہ بنتا تھا۔ مرزا احمد بیگ (مرزا کا ماموں زاد بھائی) مرزا غلام احمد سے دستخط کرانے آیا۔ تو مرزا نے یہ شرط لگا دی کہ اپنی کمسن بیٹی مجھ پچاس سال کے بوڑھے کو دے دے اور یہ زمین لے لے۔ احمد بیگ اس بوڑھے کی اس خواہش پر حیران رہ گیا تھا سے غیرت آئی اور وہ واپس چلا گیا مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو کہا کہ مجھے تو خدا نے وحی کی ہے کہ احمد بیگ سے یہ لڑکی مانگ۔ غلام احمد لکھتا ہے۔

"الهمت من الله الباقی وانبئت من اخبار ماذهب وهلی قط الیها و ماکنت الیها من المستد نین فا وحی الله الیّ ان اخطب صبیة الکبیرة لنفسك. وقل له لیصاهرك اولاً ثم لیقتبس من قبسك. وقل انی امرتُ لاهبك ماطلبت من الارض وارضا اخریٰ معها واحسن الیك باحسانات اخری علی ان تنکحنی احدی بناتك التی هی کبیر تها". (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲)

(ترجمہ) اللہ الباقی کی طرف سے مجھے الہام کیا گیا اور مجھے وہ خبر دی گئی میرا خیال بھی کبھی اس طرف نہ گیا تھا اور نہ میں کبھی اس کا منتظر تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ تو اس کی بڑی بیٹی کا رشتہ اپنے لئے مانگ اور اسے کہہ کہ وہ تجھے اپنی دامادی میں قبول کرے پھر تجھ سے وہ حصہ لے اور کہہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تیری مطلوبہ زمین تجھے ہبہ کر دوں اور اس کے ساتھ اور زمین بھی اور میں تجھ پر اور بھی بہت سے احسانات کروں گا اس شرط سے کہ تو اپنی دختر کلاں میرے نکاح میں دے۔

مرزا غلام احمد نے پھر یہ بھی کہا:

"اور اگر تو نے یہ بات نہ مانی تو جان لے کہ اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اس کا نکاح

کسی دوسرے شخص سے اس کیلئے اور تیرے لئے ہرگز مبارک نہ ہوگا .... تو نکاح کے بعد تین سال میں مرجائے گا .... اور اسی طرح اس کا خاوند ڈھائی سال کے اندر اندر مرجائے گا اور آخر کار یہ میرے نکاح میں آکر رہے گی"۔

اور پھر یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ میں تجھے بہت کچھ دوں گا:

"میں تیری بیٹی (محمدی بیگم) کو اپنی کل زمین کا اور اپنی ہر مملوکہ چیز کا تیسرا حصہ بطریق عطاء دوں گا اور تو جو بھی مانگے تجھے دوں گا .... یہ جو میں نے تجھے خط لکھا ہے اپنے رب کے حکم سے لکھا ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳ ملخصا)

دیکھیئے قادیانیوں کا رب اس نکاح کی خاطر کس طرح منتیں کر رہا ہے۔ جب مرزا احمد بیگ نے اپنی بیٹی مرزا سلطان محمد کے نکاح میں دے دی تو مرزا غلام احمد نے کہا۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی"۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۱ حاشیہ)

کیا مرزا غلام احمد کو محمدی بیگم کی ضرورت تھی:

پچاس سال کے بوڑھے کو اتنی کمسن بیوی کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ مرزا صاحب کو تو ۱۸۹۶ء کا اپنا خواب پورا کرنا تھا جب وہ خواب میں اس کے پاس آئی تو وہ اب ظاہر میں بھی اس کے پاس آئے اور اس پر خدا کی وحی بھی آگئی ورنہ مرزا غلام احمد کو اس کی کوئی ضرورت نہ تھی اس نے مرزا احمد بیگ کو لکھا تھا۔

"مجھے نہ تمہاری ضرورت تھی نہ تمہاری لڑکی کی۔ عورتیں اس کے سوا اور بھی میتری ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

مرزا سلطان محمد کی موت کی پیشگوئی :

غلام احمد نے پیشگوئی کی تھی کہ اگر محمدی بیگم مرزا سلطان محمد سے بیاہی گئی تو مرزا سلطان محمد ڈھائی سال کے اندر اندر مر جائے گا اور یہ بھی کہا:۔

"اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی"۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۱)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی ۱۹۰۸ء میں موت آگئی اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا وہ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں بھی شامل ہوا اس کے سر پر گولی بھی لگی مگر وہ نہ مرا اس کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جو مرزا غلام احمد کے کذب کی چلتی پھرتی تصویریں تھے۔ غلام احمد اس کی موت کو تقدیر مبرم کہتا تھا مگر مرزا کی اپنی تقدیر بدل چکی تھی نہ محمدی بیگم مرزا کی زندگی میں بیوہ ہوئی نہ اس کے نکاح میں آئی اور یہ چلتا بنا۔

مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کی پیشگوئی اصل موضوع بحث نہیں یہ غلام احمد کے کاذب ہونے کی ایک ضمنی شہادت ہے۔

اصل پیشگوئی مرزا غلام احمد کے محمدی بیگم سے نکاح کی تھی یہ بات ضمن میں آ گئی ہے کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی بیٹی کو کسی دوسری جگہ بیاہ دے تو انجام کار وہ بیوہ ہو کر مرزا کے نکاح میں آئے گی سو مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت محض ایک ضمنی پیشگوئی تھی مگر وہ بھی پوری نہ ہوئی۔

اصل پیشگوئی کی طرف پھر آئیں :

"خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی ....خدا ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لاوے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر

کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھادے گا اور اس کام کو پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۶ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۰۵)

مرزا غلام احمد کو ایک دفعہ شک گزرا کہ شاید اس پیشگوئی کا مطلب کچھ اور ہو مگر بقول مرزا غلام احمد خدا تعالیٰ نے اس میں شک کرنے کا دروازہ بھی بند کر دیا مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

"اس عاجز کو ایک دفعہ سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت یہ پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی (کہ ابھی تک محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہوا) .... تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں نہیں سمجھ سکا تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين ٥ یعنی تیرے رب کی طرف یہ بات سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے"۔

(ازالہ اوہام ص ۱۶۴)

یعنی تیرا نکاح محمدی بیگم سے ہو کر رہے گا تو کیوں شک کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔

مرزا غلام احمد کا اشتہار ۱۸۹۴ء :

"اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے متعلق الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے لا تبديل لكلمات الله یعنی میری یہ بات نہیں ٹلے گی پس اگر ٹل جاوے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے"۔

(اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵)

ناظرین ! غور فرمائیں کہ تقدیر مبرم اور لا تبديل لكلمات الله کا کیا انجام ہوا۔ اب خدا کا یہ سات مرتبہ دہرانا بھی سن لیں وہ کس طرح مرزا صاحب کو تسلی پر تسلی دے رہا ہے۔ یہ یکے بعد دیگرے سات الہامات پڑھیں انہیں سنیئے اور سر دھنیئے۔

محمدی بیگم کے آنے کے سات الہامات :

(۱) فسیکفیکهم الله ویردها الیك (۲) امر من لدنا انا کنا فاعلین
(۳) زوجنکها (٤) الحق من ربك فلا تکونن من الممترین (٥) لا تبدیل لکلمات الله (٦) ان ربك فعال لمایرید (٧) انا رادها الیك

(انجام آتھم ص ٦٠، ٦١ ر۔خ جلد ۱۱ ص ٦٠، ٦١)

(ترجمہ) سو خدا ان کے لئے مجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا۔ تیرے رب کی طرف سے یہ سچ ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے (کوئی نہیں جو اس کو روک سکے)۔ ہم اس کو تیری طرف واپس لانے والے ہیں۔

مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی جو بار بار خدائی الہامات سے مرصع ہے اتنی مرتبہ دہرائی گئی ہے کہ شاید ہی اور کوئی پیشگوئی اس کے ہم وزن ہو مگر افسوس کہ مرزا صاحب ہمیں اس پر طعنہ دیتے ہیں کہ تم اسی پیشگوئی پر کیوں زیادہ بحث کرتے ہو کیا تمہیں اور کوئی پیشگوئی نہیں ملتی۔ (دیکھئے تحفہ گولڑویہ ص ۲۰۹)۔

اور بھی بہت سی پیشگویاں ہیں جو پوری ہوئیں ایک اسی پیشگوئی پر کیوں بحث کی جاتی ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱٦ جنوری ۱۹۲۱)

اگر ایک یا دو پیشگویاں اس کی کسی جاہل اور بد فہم اور غبی کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ تمام پیشگویاں صحیح نہیں ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ٤١ طبع ۱۹۰۳)

مرزا غلام احمد کی کوشش کہ خدا کی بات غلط نہ نکلے :

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد خدا کی محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا تھا کہ وہ نہ چاہتا تھا کہ خدا کی خبریں غلط نکلیں اور اس کے الہامات پورے نہ ہوں اس نے بہت کوشش کی

کہ جس طرح بھی ہو سکے محمدی بیگم ضرور ان کے نکاح میں آجائے۔ مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کو آمادہ کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے کیونکہ اس کے رشتہ دار محمدی بیگم کو اس کے نکاح میں نہیں دے رہے چنانچہ فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر مرزا صاحب نے فضل احمد کی ماں (اپنی پہلی بیوی) کو بھی جو محمدی بیگم کے خاندان میں سے تھی طلاق دی کہ ممکن ہے فریق ثانی ان طرح طرح کی ابتلاؤں سے تنگ آ کر خدا کے الہامات کو پورا کردیں۔ مرزا کی بیوی نصرت بھی خدا سے رو رو کر سوکن مانگتی رہی۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"والدہ صاحبہ مکرمہ نے بارہا رو رو کر دعائیں کیں اور بارہا خدا کی قسم کھا کر کہا کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں"۔ (سیرت المهدی جلد اول ص ۲۷۷ روایت ۲۹۰)

مگر تاریخ گواہ ہے کہ مرزا صاحب اسی حسرت کو لے کر قبر میں چلے گئے اور محمدی بیگم ان سے (۵۸) اٹھاون سال بعد تک دنیا میں زندہ رہی اور قادیانی اپنی آخری چال میں بھی بری طرح ناکام ہوئے کہ محمدی بیگم کو کسی بہانے (ربوہ) چناب نگر کے بہشتی مقبرہ میں لا کر دفن کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ جو نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہو اور خود خدا نے پڑھایا ہو وہ کسی نہ کسی شکل میں پورا ہو ہی گیا ہے۔

محمدی بیگم کی پیشگوئی پوری نہ ہونے پر مرزا غلام احمد کی سزا:

مرزا غلام احمد نے خدا کے نام سے محمدی بیگم کے اپنے نکاح میں آنے کی پیشگوئی بار بار کی اور اس کے پورا نہ ہونے پر اپنی سزا یہ تجویز کی

ہمیشہ کی لعنتوں کی خبر:

(۱) "اگر یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت (بہ مرض

ہیضہ) کے ساتھ ہلاک کر.........اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا۔ اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ لوگ مجھ پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں۔ مرزا کی یہ سزا محمدی بیگم سے نکاح نہ ہونے کی وجہ سے ہے"۔ (اشتہار ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۴)

دس لاکھ آدمیوں میں رسوائی کا خوف :

(۲) "یہ پیشگوئی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہو اور ایک جہاں کی اسی پر نظر لگی ہوئی ہے"۔ (اشتہار ۱۷ جولائی ۱۸۹۰)

دجال کی آمد کا یقین دلانا :

(۳) "اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تو میں نامراد، ملعون، مردود، ذلیل اور دجال ہوں"۔ (اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴)

اب چاہیئے کہ قادیانی مرزا صاحب کے ان بیانات پر آمین کہیں تا معلوم ہو یہ اس کے مقتدی ہیں۔

کیا اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے یہ دس لاکھ لعنتوں کا استقبال نہیں۔ اب جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد پر یہ سزا ضرور جاری ہونی چاہیے مخالفین تو مرزا پر یہ سزا ہمیشہ جاری رکھتے ہیں لیکن یہ فرض اس کے لواحقین کا بھی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد پر یہ سزائیں جاری کریں تا دنیا جان لے کہ مرزا کی بات جھوٹی نکلی اور یہ خدا کی بات نہیں تھی وہ قادیانی جو مرزا کے ان الہامات کو پڑھتے خود خدا سے ہی بدگمان ہونے لگے تھے کہ وہ کیوں بار بار وہ چیز کہتا ہے جسے وہ کر نہیں سکتا وہ بار بار کہتا ہے کہ محمدی بیگم کو تیرے نکاح میں لاؤں گا مگر وہ لا نہیں سکا وہ خدا ہی کیا ہوا جو ایک کام کرنا چاہے اور اسے نہ کر سکے اور بار بار احمد بیگ کی منتیں کرے۔

یہ پیشگوئی کسی پر عذاب اترنے کی نہ تھی :

یہ پیشگوئی کوئی انذاری پیشگوئی نہ تھی محمدی بیگم کے مرزا کے نکاح میں آنے کی خبر تھی اور اس کے تقدیر مبرم ہونے کا اعلان تھا سو یہاں قادیانیوں کی یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ محمدی بیگم کے خاوند نے اپنے اس نکاح سے توبہ کرلی تھی اور محمدی بیگم کو فارغ کر دیا تھا وہ پوری عمر مرزا غلام احمد کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا اور مرزا صاحب اپنی اس خواہش کو پورا کیے بغیر ہی قبر میں اتار دیئے گئے اور وہ مدت دراز تک بعد میں زندہ رہا۔ مرزا ۱۹۰۸ء میں مرا اور محمدی بیگم کے خاوند نے پورے چالیس سال بعد ۱۹۴۸ء میں دفات پائی۔

جو پیشگوئی کسی کے صادق وکاذب ہونے کا معیار قرار دی گئی ہو اور اس کے پورا ہونے کا انتظار عوام و خواص دونوں کو برابر لگا ہوا ہو اس میں کسی باریک تاویل کو راہ نہیں دی جاسکتی یہ اس لئے کہ صادق وکاذب کی اس پہچان میں عوام کو بھی اسے پہچاننے کا برابر کا حق حاصل ہے مرزا غلام احمد خود ہی بتائے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کو کس نے توڑا؟ مرزا سلطان محمد کی اتنی ہمت نہیں ہو سکتی کہ وہ خدا کا ارادہ توڑ دے مرزا خود لکھتا ہے :

"خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے"۔

(تریاق القلوب ص ۳۵ ر۔خ جلد ۱۵ ص ۲۰۱)

غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:۔

میرے خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ دو عورتیں تیرے نکاح میں لاؤں گا ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ کیا کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ وہ کون سی بیوہ عورت ہے جس سے مرزا صاحب نے نکاح کیا مرزا سلطان محمد تو مرا نہیں اور نہ محمدی بیگم مرزا صاحب کی

زندگی میں بیوہ ہوئی۔ پھر کیا خدا نے مرزا صاحب کو جھوٹی بشارت دی تھی؟ (معاذ اللہ) جیسا یہ نبی تھا ایسا ہی اس کا خدا نکلا۔ اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے جو مرزا غلام احمد نے خود لکھ دی ہے:

"جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲ و ۳۲۳، ر۔خ جلد ۵ ص ۳۲۲ و ۳۲۳)

قادیانی مسلمانوں کے ذہنوں میں مہدی اور مسیح کے مسائل کیوں ڈالتے ہیں محض اس لئے کہ مسلم عوام مرزا غلام احمد کی اس قسم کی باتوں پر غور نہ کریں نہ ان کو زیر بحث لائیں اور مرزا غلام احمد کے ان تھوک جھوٹوں پر پردہ پڑا رہے۔ اردو خوان طبقے پر قادیانیت کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں کہ مرزا کی ان پیشگوئیوں پر غور کریں کیا مہدی اور مسیح سے ان جھوٹوں کی توقع کی جا سکتی ہے؟

(۳) مرزا کے لئے رحمت کا نشان جو اس نے مانگا:

مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں بیگم حاملہ ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء اشتہار دیا۔

خدائے رحیم و کریم و بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا ہے:

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا .... سو تجھے بشارت ہو ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ....وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہو گا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہو گا........... ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۵۸)

مگر افسوس کہ اس حمل سے مرزا غلام احمد کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اسے لوگوں

میں بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اب مرزا کی تاویلیں سنئے اس نے کہا میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ رحمت کا نشان اسی حمل سے پیدا ہوگا سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تو نے یہ پیشگوئی اس حمل کے موقع پر کیوں کی۔ اس سے پہلے کی ہوتی تو اسے کسی بھی حمل پر محمول کیا جا سکتا تھا خاص موقع پر جو بات کہی جائے وہ اس خاص موقع کے لئے ہی ہوتی ہے۔

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی کو (لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے) اگلے حمل پر ڈال دیا نصرت جہاں بیگم پھر دسمبر ۱۸۸۶ء کو حاملہ ہوئی اور ۷ اگست مرزا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔اور مرزا نے اعلان کیا:

"اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی۔اور خدا سے اطلاع پا کر اپنے کھلے بیان میں لکھا تھا.......... آج سولہ ذی قعد ۱۳۰۴ھ بمطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا ہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۹۹)

مرزا نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا اور قادیانی اس بچے کے سبب زمین کے کناروں تک پہنچنے کے خواب دیکھ رہے تھے مگر افسوس کہ وہ لڑکا سولہ مہینے زندہ رہ کر فوت ہو گیا اور مرزا صاحب بہت گھبرائے کہ اب اس پیشگوئی کا کیا بنے گا اب مرزا صاحب کے موافقین کے دل بھی ڈولنے لگے تھے ایسے وقتوں میں مرزا صاحب کے رفیق راز حکیم نور الدین ہوتے تھے جو مرزا صاحب کو مشورہ دیا کرتے تھے کہ اب کونسا دعویٰ کیا جائے اور کونسا نہ ؟ مرزا غلام احمد نے اس پریشانی میں حکیم نور الدین کو لکھا۔

میرا لڑکا بشیر تیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے الٰہی رب عزوجل انتقال کر گیا ہے اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص ۲)

حکیم نورالدین نے مشورہ دیا کہ اس مرحوم لڑکے کو بشیر اول سے موسوم کرو اس سے سمجھا جائے گا کہ اب بشیر دوم آئے گا جو اس پیشگوئی کو پورا کرے گا اس پیشگوئی کو تیسرے حمل پر محمول کرنے کو لوگ ایسی پیشگوئیوں سے مذاق سمجھیں گے اس کی بجائے بشیر اول اور بشیر دوم کی تاویل کچھ بہتر رہے گی اب بشیر ثانی کو اس پیشگوئی کا مصداق بنانے میں زیادہ دقت نہ ہو گی۔

حکیم نورالدین بشیر احمد کی وفات سے اس قدر پریشان تھا کہ زندگی بھر اس نے ایسی پریشانی نہ دیکھی تھی مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۲۰ء کے ایک خطبہ میں حکیم صاحب کے اس مشورے کو اگل دیا مرزا محمود کہتا ہے حکیم صاحب نے کہا تھا۔

" اگر اس وقت میرا بیٹا مر جاتا تو میں کچھ پروا نہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے"۔ (الفضل جلد ۸ ص ۱۵۔ ۳۰ اگست ۱۹۲۰)

دیکھئے حکیم صاحب نے کس حکیمانہ پیرائے میں بشیر اول کی اصطلاح مرزا غلام احمد کے ذہن میں اتار دی استاد شاگرد ایک دوسرے کے اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ تاہم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد کی پیشگوئی دو دفعہ ان کی پوری جماعت کے لئے جگ ہنسائی کا موجب بنی اور بقول حکیم صاحب یہ قادیانیوں کیلئے ایک بہت بڑی ابتلاء تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی کا مطلب وہی سمجھا ہو جو مخالفین نے سمجھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی تو مرزا غلام احمد اس پیشگوئی کے جھوٹا نکلنے سے اپنے پیروؤں کے دلوں کی دھڑکنیں سن رہا تھا مرزا نے اپنے اس صدمے کی اطلاع حکیم نورالدین کو ان لفظوں میں دی تھی :

"اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا"۔ (مکتوبات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲)

افسوس کہ مرزا غلام احمد حکیم نورالدین اور مرزا محمود میں سے کسی کا ذہن اس

طرف منتقل نہ ہوا کہ خدا نے مرزا غلام احمد کو قبل از وقت ایسی بشارت ہی کیوں دی جس نے پوری جماعت کے سکون کو تہ وبالا کر دیا۔ قادیانی اس کے جواب میں کہتے ہیں خدا سے کوئی ایسا سوال نہیں کر سکتا وہ جو چاہے کرے۔

(۴) ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی موت کی پیشگوئی :

مرزا غلام احمد کی کتاب چشمہ معرفت میں ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ کریں۔

"اور ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہو گا یہ شخص الہام کا دعوے کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر .... مرتد ہو گیا............ مگر خدا تعالیٰ نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا............ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا"۔ (چشمہ معرفت ص: ۳۲۱ و ۳۲۲ ر۔خ جلد ۲۳ ص: ۳۳۶ و ۳۳۷)

تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء (۴۔ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے) مر گیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان ۱۹۱۹ء میں اس کے بہت بعد فوت ہوا۔

یہ مرزا غلام احمد کی آخری پیشگوئی تھی اور وہ بھی جھوٹی نکلی مرزا غلام احمد کی اس پیشگوئی میں کئی امور لائق توجہ ہیں۔

(۱) مرزاغلام احمد نے اپنے ان دشمنوں کو مسلمان تسلیم کیا ہے معلوم ہوا وہ اپنے آپ کو اس وقت مسلمان نہیں سمجھتا تھا مسلمان اس کے دشمن تھے یہ کتاب چشمہ معرفت مرزا کے مرنے سے گیارہ دن پہلے ۱۵ مئی ۱۹۰۸ کو شائع ہوئی تھی۔

(۲) مرزا غلام احمد نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ اس کے دشمن ہلاک ہوئے مولانا ثناء اللہ امر تسری مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرزا احمد بیگ کا داماد جو مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو اپنے گھر رکھے رہا یہ سب زندہ اور موجود تھے۔

(۳) مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر صاحب کے بالمقابل جو پیشگوئی کی وہ خدا کے نام پر کی اور اسے خدائی خبر کہا اور ظاہر ہے کہ خدائی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔

(۴) یہ ڈاکٹر عبدالحکیم پہلے مرزا غلام احمد کی جماعت میں شامل تھا پھر اس کا مخالف ہو گیا قادیانی اب تک اسے مرتد لکھتے ہیں۔

(دیکھئے سلسلہ احمدیہ جلد اول ص ۱۶۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد ان دنوں اپنے مخالفین سے کفر و اسلام کے فاصلے پر آ گیا تھا ورنہ وہ ان لوگوں کو جو کلمہ اسلام پڑھتے تھے 'اہل قبلہ تھے' نمازیں بھی پڑھتے تھے کبھی مرتد نہ کہتا حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہی رہے یہ خود اسلام سے نکل کر مرتد ہو گیا تھا۔

(۵) مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے دعوی کیا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ :

" ہم تجھے (۸۰) اسی سال یا اس کے قریب اچھی زندگی دیں گے"۔

(ازالہ اوہام ص ۶۳۵ رخ جلد ۳ ص ۴۴۳)

پھر مرزا صاحب نے اس لفظ قریب کی تعیین بھی خود ہی کر دی اور یہ بھی خدا کے نام سے کی :

"خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہو گی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم"۔

(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۷ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۲۵۸)

مرزا صاحب کی وفات بالاتفاق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ میں ہوئی اب صرف یہ جاننا کافی ہوگا کہ ان کی پیدائش کس سن میں ہوئی تھی مرزا خود لکھتا ہے:

"میری پیدائش ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی"۔

(کتاب البریہ ص ۱۵۹ ر۔خ جلد ۱۳ ص ۱۷۷ درحاشیہ)

ان تحریرات کی روشنی میں مرزا غلام احمد کی عمر ۶۸ سال کی ہوئی مذکورہ خدائی الہامات کے تحت اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ۸۶ سال اور کم از کم ۷۴ سال ہونی چاہیے تھی مگر مرزا غلام احمد اس پیشگوئی کو پورا کئے بغیر ۶۸ سال کی عمر میں ہی قبر میں اتر گئے مرزا غلام احمد کے پیرو تاریخ وفات ۱۹۰۸ میں تو کوئی تبدیلی نہ کرسکتے تھے انہوں نے تاریخ پیدائش کو مقدم کرنے کی کوشش کی اور دعویٰ کیا کہ مرزا صاحب نے کتاب البریہ میں اپنا سال پیدائش غلط لکھا ہے وہ اس سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے تھے ہم اس سلسلہ میں قادیانی مبلغین کے تمام دلائل اور شبہات کا تنقیدی جائزہ اپنے پرچہ ہفت روزہ "دعوت" لاہور میں لے چکے ہیں۔ مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ عربی فقیر والی بہاولنگر نے الفضل ربوہ اور دعوت لاہور کے سب جوابی مضامین ایک کتابی صورت میں جمع کردیئے ہیں اور یہ کتاب مرزا غلام احمد کی عمر کی پیشگوئی کے نام سے چھپ چکی ہے جو صاحب اس پیشگوئی کے تفصیلی مطالعہ کے خواہشمند ہوں وہ اس کتاب میں ان مباحث کو دیکھ لیں۔

مرزا غلام احمد کا لین دین امانت و دیانت کے نقطہ نظر سے:

دولت کی کس کو ضرورت نہیں اور کون ہے جو مادی وسائل کے بغیر اپنی دنیوی ضروریات پوری کرسکے لیکن جو لوگ زمین پر خدا کے نام پر آواز دیتے ہیں وہ اس آواز پر کوئی

اجر نہیں مانگتے نہ اپنے گھرانے کے لئے زکوٰۃ لینا جائز جانتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو اس کا حکم فرمایا:

قل لا اسئلکم علیه اجرا ان هو الاذکری للعالمین (پ ۷ الانعام ۹۰)

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا وہ (یعنی قرآن) تو بس ایک نصیحت ہے جہان والوں کیلئے۔

مرزا غلام احمد جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت پانے والا کہتا رہا اب اسے اس پہلو سے بھی دیکھیں کہ اس کا لین دین کیا واقعی کسی دیانت اور امانت کا آئینہ دار تھا اور کس پیرایہ میں اس میں شریعت کی پابندی پائی جاتی تھی آج کی مجلس میں کچھ اس کا بیان ہوگا **واللہ هو الموفق لمایحبه ویرضی به.**

کتاب براہین احمدیہ کے اشتہارات:

غلام احمد نے براہین احمدیہ کے لئے پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء کو دیا اور اس میں لکھ دیا۔

"بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی"۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ب ص ۸)

لوگوں نے قیمت بھیج دی مگر مرزا صاحب نے کتاب انہیں نہ بھیجی اور کتاب چھپی بھی نہ یہاں تک کہ مرزا صاحب نے ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء کو ایک اور اشتہار نکال دیا۔

ناچار بصد اضطرار یہ تجویز سوچی گئی جو قیمت کتاب کی بہ نظر حیثیت کتاب کے نہایت درجہ قلیل اور ناچیز ہے دوچند کی جائے .... قیمت اس کتاب کی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرمائیں ان شاء اللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۰ء میں طبع ہو کر فروری میں شائع ہو جائے گی۔

یہ دس روپیہ عام لوگوں کے لئے تھا خواص کے لئے اور دوسری قوموں کے لئے

قیمت ۲۵ روپے رکھی گئی تھی مرزا صاحب نے اگلا اشتہار یہ دیا:

"مصارف پر نظر کر کے واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے اور واضح رہے کہ اب یہ کام ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک عالی ہمتوں کی توجہات کی ضرورت ہے"۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۲۳)

مرزا غلام احمد قیمت بڑھانے کے ساتھ ساتھ صفحات بڑھانے کا بھی اعلان کرتا رہا آخری عہد چار ہزار آٹھ سو صفحات کا رہا تھا۔ مگر مصنف نے ۵۶۲ صفحات میں براہین احمدیہ کی چار جلدیں شائع کر کے آئندہ اس سلسلہ میں چپ کا روزہ رکھ لیا چوتھی جلد کے آخر میں اعلان کر دیا۔

"ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً حضرت رب العالمین ہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد۱ ص ۴۷)

ظاہراً سے مراد یہ ہے کہ یہاں اس کا لین دین اور حساب بھی میرے ذمہ نہیں اور باطناً سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں بھی اب مجھ پر اس کا کوئی بوجھ نہ ہوگا۔

کتاب براہین احمدیہ تاریخ کے دوسرے دور میں:

"مرزا غلام احمد لکھتا ہے اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جزو تک ضرور پہنچے بلکہ جس طرح سے خدا تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کام کو انجام دے گا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد۱ ص۹۱)

ظاہری کاروبار کو اس طرح خدا کے سپرد کرنا اور خود درمیان سے نکل جانا ایک ایسا عمل تھا جس سے خریداروں میں عجیب ہیجان پیدا ہو گیا اور انہوں نے مرزا صاحب کو کیا کیا کہا اسے خود مرزا صاحب کے الفاظ میں دیکھیں:۔

غلط لین دین کے باعث مرزا اپنے عوام میں :

مرزا اپنے عوام کے بارے میں لکھتا ہے۔"ان لوگوں نے زبان درازی اور بد ظنی سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ کوئی دقیقہ سخت گوئی کا باقی نہ رکھا اس عاجز کو چور قرار دیا' مکار ٹھہرایا' مال مردم خور کے مشہور کیا' حرام خور کہہ کر نام لیا' دغاباز نام رکھا اور اپنے پانچ روپے یا دس روپے کے غم میں وہ سیاپا کیا کہ گویا تمام گھر ان کا لوٹا گیا"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۳۴)

یہ شکوے اور طعنے کسی ایک آدمی کے نہیں ایک جم غفیر کے ہیں اور ملک کے مختلف گوشوں سے ہیں اور اِدھر صرف مرزا غلام احمد تھا جس پر جان کی بن گئی تھی۔ ہم اس موقع پر یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا پہلے پیغمبروں میں بھی کوئی ایسا ہوا جس پر یہ الزامات لگے ہوں جو مرزا غلام احمد نے تسلیم کئے کہ واقعی اس پر لگے تھے؟ اگر نہیں تو کیا مرزا غلام احمد کا یہ بیان خود اس کی تردید نہیں کہ وہ واقعی کوئی ملہم ربانی اور مرسل یزدانی نہ تھا۔ مرزا کے پہلے دعووں میں جس طرح سے تدریج ہے چندہ اکٹھا کرنے میں بھی وہ تدریج سے چلا پانچ سے دس 'دس سے پچیس' پچیس سے سو اور پھر "سب بلا بر گردن ملا" سارے چندے کا مہتمم اور متولی خدا کو بنا دیا۔

پھر مرزا صاحب نے ۱۸۹۹ء میں یہ اعلان کیا جو ایام الصلح کے شروع میں طبع ہے۔

براھین احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئیس برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ نے مصالح کی

غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا۔

ہم اس پر یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کیا خدا تعالیٰ نے بھی قرآن اتارنے سے پہلے لوگوں سے کوئی رقمیں وصول کی تھیں اور کوئی وعدے کئے تھے۔

براھین احمدیہ کے پانچویں حصے کی اشاعت :

مرزا غلام احمد نے ۱۸۷۹ء میں براہین احمدیہ شروع کی تھی ۱۸۸۴ء میں اس کا چوتھا حصہ شائع ہوا۔ (سیرت المھدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

۱۸۸۷ء میں مرزا نے شحنۂ حق شائع کی اور اس میں براہین احمدیہ حصہ پنجم شائع کرنے کا اعلان کیا یہ پانچواں حصہ مرزا کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا مرزا غلام احمد اس پانچویں حصہ میں لکھتا ہے :

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا"۔

(دیباچہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۹)

اس پر براہین احمدیہ کی طویل داستان اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو گئی اور اب مصنف ہی سفر آخرت پر روانہ ہو گئے اس لئے اب عوام کی طرف سے مرزا صاحب کے خلاف کوئی عوامی سیاپا نہ ہوا نہ اب لوگوں کے کسی مطالبے کا ڈر رہا۔

براھین احمدیہ کی تالیف میں علماء سے علمی اعانت :

سر سید احمد خاں کے حلقہ کے لوگوں میں مولوی چراغ علی حیدر آباد دکن میں ایک معروف شخصیت تھی ان کی وفات کے بعد ان کے کاغذات میں مرزا غلام احمد کے بھی کئی خطوط ملے ہیں۔

وہ خطوط مولوی محمد یحییٰ تنہا نے سیر المصنفین کی جلد ۲ ص ۱۱۹ پر دے دیئے

ہیں مرزا غلام احمد کا ایک خط مولوی چراغ علی کے نام ملاحظہ ہو :

جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشبہ وریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہیئے۔ ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔ (سیر المصنفین جلد ۲ ص ۱۱۹ طبع مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی)

بابائے اردو مولوی عبدالحق سیکریٹری انجمن ترقی اردو نے اپنی کتاب "چند ہمعصر" میں مولوی چراغ علی کا ذکر کیا ہے اور مرزا غلام احمد کے وہ خطوط بھی درج کیے ہیں جو ان کے نام ہیں۔ (دیکھیے کتاب چند ہمعصر ص ۴۷۔۵۰) اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس کتاب کی تالیف میں دوسرے اہل علم حضرات سے علمی مدد لیتا تھا۔ اور غلط کہتا تھا کہ یہ روحانی خزائن میرے ہی ہیں۔

مرزا غلام احمد نے گوجر خاں کے فضل محمد کی کتاب اسرار شریعت سے بھی مختلف علمی مباحث اپنی مختلف کتابوں میں بلا حوالہ دیئے کچھ مضامین لیئے ہیں اور وہ اپنی طرف سے بیان کئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کس طرح چھپے چھپے دوسرے اہل علم سے علمی مدد لیتا تھا۔ یہاں پہنچ کر انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ یہ کیسا ملہم ربانی اور مامور آسمانی ہے جو اہل زمین سے علمی مضامین لیتا ہے اور انہیں آسمانی عنایت بتلاتا ہے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے بھی اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں اس اسرار شریعت سے کچھ مضامین لئے مگر پہلے لکھ دیا کہ وہ یہ باتیں کس دوسری کتاب سے لے رہے ہیں انہیں اپنی کاوش نہ بتلایا مگر افسوس کہ غلام احمد نے اس کتاب سے جو مضامین لئے اس نے انہیں اپنا ظاہر کیا اور یہ نہ بتلایا کہ وہ انہیں اسرار شریعت سے لے رہا ہے یہ بحث براۃ تھانوی کے نام سے ماہنامہ الخیر اور ماہنامہ بینات نے مستقل رسالے کی صورت میں شائع کی ہے۔ بعض نادان قادیانیوں نے جب

حضرت حکیم الامت کی اس کتاب میں وہ مضامین دیکھے اور انہیں وہ مرزا غلام احمد کی کتابوں میں بھی دیکھ چکے تھے تو انہوں نے سمجھا کہ شاید مولانا تھانوی ؒ نے یہ مضامین غلام احمد سے لئے ہوں ہم نے کتاب اسرار شریعت (جو تین حصوں میں ہے) کے ان مضامین پر ماہنامہ الخیر ملتان کی اشاعت میں تقابلی بحث کی ہے اور ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد کس چھپے انداز میں وقت کے دیگر اہل علم سے علمی فیض لیتا رہا اور انہیں اپنے نام سے شائع کرتا رہا کیا کوئی ملہم ربانی اس شرمناک انداز میں کسی علمی سرقے کا مرتکب ہو سکتا ہے؟ ہم یہاں صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد جس طرح مالی لین دین میں صاف دامن نہ تھا بقول اپنے عوام کے دغاباز اور چور تھا، علمی امور میں بھی وہ دوسروں کا بدا بر خوشہ چین رہا مگر ملہم ربانی ہونے کے دعویٰ کی وجہ سے وہ کھلے بندوں ان سے فیضیاب ہونے کا اقرار نہ کر سکا۔

براھین احمدیہ میں مرزا غلام احمد کا حصہ :

براھین احمدیہ کے لکھنے کی غرض غیر مسلموں کے اعتراض سے اسلام کا دفاع تھا یہ کتاب مرزا غلام احمد کی اپنی شخصیت کے تعارف و دفاع کیلئے نہ لکھی گئی تھی۔ مرزا غلام احمد اس کی غایت تالیف ان الفاظ میں بیان کرتا ہے :

(۱) اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔ (اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء تبلیغ رسالت حصہ اول ب ص۸)

(۲) بڑی شکر گزاری سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چراغ علی خاں صاحب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے بغیر ملاحظہ کئے کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی و ہمت و حمایت و حمیت اسلامیہ سے ایک نوٹ دس روپے کا بھیجا ہے۔

(ایضاً ص ۹)

(۳) میں مندرجہ ذیل صاحبوں کا بدل مشکور ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اس

کتاب کی اعانت کے لئے بنیاد ڈالی اور خریداری کتب کا وعدہ فرمایا۔

(۱) نواب شاہجہان بیگم ریاست بھوپال

(۲) نواب ریاست لوہارو

(۳) خلیفہ محمد حسن وزیر اعظم ریاست پٹیالہ

(۴) نواب فیروزالدین خاں وزیر اعظم بہاولپور

(۵) نواب غلام قادر خاں وزیر ریاست نالہ گڑھ

(۶) نواب بہادر حیدر آباد دکن

(۷) نواب نظیر الدولہ بہادر بھوپال

(۸) نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال

(۹) نواب علی محمد خاں لدھیانہ

(۱۰) نواب غلام محبوب سبحانی رئیس اعظم لاہور

(۱۱) سردار غلام محمد خاں انیس واہ

(۱۲) مولوی محمد چراغ علی خاں مدار المہام حیدر آباد دکن (ایضاً ص ۸)

یہ بارہ حضرات امام زماں کے پیرو اور بیعت کنندہ تو نہ تھے یہ کس لئے مرزا غلام احمد کی مالی اعانت کر رہے تھے مصنف پہلے سے تو متعارف ہے نہیں اور نہ ہی ان تک کتاب کا اشتہار پہنچا پھر یہ کس طرح بارہ کے بارہ مرزا غلام احمد کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ان حضرات کا انگریز حکومت کے وفاداروں میں شمار ہوتا تھا اگر انگریزوں کے ہاں پہلے سے کوئی میٹنگ نہ ہوئی تھی کہ کسی شخص کو مسیح موعود کے نام سے آگے لایا جائے جو جہاد کو منسوخ کرے تو یہ سب کے سب کس طرح مرزا غلام احمد کی مالی امداد میں آگے آ گئے۔

تاہم ظاہراً یہ کتاب اسلام کی حمایت اور حمیت کے لئے ترتیب دی جانی تھی مگر

کہ مرزا غلام احمد نے لوگوں کی عقیدت اسلام سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کتاب میں

اپنے آئندہ پروگرام کا بھی ایک جال بچھادیا علماء تو ویسے ہی اس کتاب کی حمایت پر تلے ہوئے تھے اِس نے اس میں اپنے الہامات بھی ڈال دیئے اور علماء کو خوش کرنے کے لئے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی کھلے لفظوں میں درج کردیا۔

اس کتاب کے علمی مضامین تو بیشک مرزا غلام احمد نے علماء حضرات سے حاصل کئے ہوں گے لیکن آئندہ علماء کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے اس نے اپنی زمین اسی میں ہموار کرلی اور اپنے الہامات اس میں ڈال دیئے اور یہ نہ سوچا کہ آئندہ اس کے معتقد اس مشکل کو کیسے حل کریں گے کہ یہ شخص ملہم ربانی اور مامور یزدانی ہو کر اس کتاب میں حیات مسیح کا کیوں اِقرار کر گیا اور اتنی بڑی غلطی کیسے کر گیا جس کے خلاف قرآن کی تیس آیات بقول اس کے صریح شہادت دے رہی تھیں کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو چکے۔

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ لوگوں کو اس طرح اپنے داؤ اور پیچ میں لانا کیا اللہ والوں کا عمل ہو سکتا ہے مگر غلام احمد اس پر خوش اور نازاں تھا کہ علماء اس کے پیچ میں پھنس گئے۔ مرزا غلام احمد اپنے ان الہامات کے بارے میں لکھتا ہے۔

"وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور پیچ میں پھنس گئے"۔ (اربعین حصہ ۲ ص ۲۱)

یہ دوسروں کو پیچ میں پھنسانا کن لوگوں کا کام ہوتا ہے ہوشیار اور چالاک لوگوں کا یا سادے اور بھولے بھالے لوگوں کا؟ **یہ فیصلہ آپ کریں۔**

جب اس کتاب میں عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم صحیح طور پر بیان کر دیا گیا تھا تو پھر کیا اس کا کسی کو وہم گزر سکتا تھا کہ یہ شخص خود مسیح موعود بنے گا اور ان الہامات کا مصداق وہ اپنے آپ کو ٹھہرائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اسے حیات مسیح کے عقیدہ سے دستبردار ہونا پڑا اور اس نے اپنے اس عقیدہ کو غلط ٹھہرایا جو اس نے نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں براہین احمدیہ میں لکھا تھا سو یہ مرزا غلام احمد کا ایک جھوٹ تھا جسے وہ یہاں پیچ کہہ رہا ہے۔

اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو وہ پہلے سے مشکل سمجھ رہا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے علماء کو ایک پیچ میں پھانسا۔ وہ خود لکھتا ہے:

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا"۔

(نصرۃ الحق ص ۵۳ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۶۸ در حاشیہ)

اس صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے ذہن میں "براہین احمدیہ" کے شائع کرنے میں شروع سے وہ داؤ اور پیچ تھے جنہیں وہ وقت گزرنے پر آہستہ آہستہ کھولتا رہا اور امت مسلمہ اس کے تدریجی دعوؤں سے اس کے خلاف تدریجاً مخالف ہوتی گئی سو اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت اس کا ذہن شروع سے امانت و دیانت کے خلاف مجتمع اور خیانت و خدع میں گھرا ہوا تھا۔

حقوق العباد کے اجڑے دیار میں انسانی حقوق کا تماشہ

سب سے اہم شرائط جو لائق توفیہ ہیں وہ ہیں جن سے دو انسان ایک زندگی میں داخل ہوتے ہیں نکاح خاوند اور بیوی کا یہ وہ جوڑ ہے جس سے دونوں کا ایک گھر بنتا ہے۔
حضرت عقبہ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا:

احق ما او فیتم من الشروط ان تو فوابہ ما استحللتم بہ الفروج.

(صحیح بخاری ۲ ص ۷۷۴)

(ترجمہ) جو شرطیں تم پورا کرو ان میں سب سے زیادہ حق ان شروط کا ہے جن سے تم نے کسی عورت کو اپنے لئے حلال کیا۔

غلام احمد کی پہلی بیوی ان کی ماموں زاد بہن تھی اس کا نام حرمت بی بی تھا اور وہ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کی ماں تھی یہ وہی فضل احمد ہے جس کا جنازہ غلام احمد نے نہ پڑھا تھا کیونکہ وہ اس پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ یہ ماں بیٹے مرزا صاحب کے محرمراز اس پر ایمان نہ لانے کے مجرم قرار دیئے گئے تھے۔

مرزا غلام احمد دعویٰ کر چکا تھا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہے اور لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ مھدی تو بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ یہ کیسا مھدی ہے جو مغلوں سے آ گیا۔ مرزا نے بنی فاطمہ سے جوڑ پیدا کرنے کے لئے چاہا کہ اس کی دوسری شادی سادات میں ہو جائے اس سے کچھ نسبت تو بنی فاطمہ سے ہو ہی جائے گی۔ مرزا لکھتا ہے:

"مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں سے ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوج ویولدلہ پوری ہو جائے یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا"۔

(اربعین ۲ ص ۷۳ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۳۸۵)

مولانا محمد حسین بٹالوی کی نشاندہی پر مرزا غلام احمد نے میر ناصر نواب دہلوی کی بیٹی نصرت جہاں سے شادی کی اور ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین نے مرزا صاحب کا نکاح پڑھا۔ مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہو چکی تھی مرزا غلام احمد کے کرتے پر جو آسمانی چھینٹے دیکھے گئے اس کے بعد یہ نکاح وجود میں آیا۔ مرزا بشیر احمد نے یہ سب واقعات ۱۸۸۴ء کے بتلائے ہیں۔ (دیکھئے سیرت المہدی جلد ۲ ص ۱۵۱)

نصرت بیگم کے آنے پر حرمت بی بی پر کیا گزری :

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"حضرت صاحب نے انہیں (حرمت بی بی کو) کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے .... اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا انہوں نے (حرمت بی بی) کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچ ملتا رہے میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں"۔

(سیرت المہدی جلد ۱ ص ۳۳ و ۳۴)

یہ حرمت بی بی آپ کی ماموں زاد بہن تھی اس نے اب یہ خاموش زندگی اختیار کی اور بلا طلاق رہنا پسند کیا اس کے دو بیٹے تھے سلطان احمد اور فضل احمد۔ مرزا سلطان احمد اپنی والدہ کی ضروریات کا متکفل رہا .غلام احمد نے اسے کوئی باقاعدہ خرچہ دیا ہو اس کا قادیانی لٹریچر میں کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

محمدی بیگم سے نکاح کی کوشش میں حرمت بی بی کو طلاق :

پھر جب مرزا غلام احمد نے محمدی بیگم سے نکاح کی خواہش کی اور محمدی بیگم کے

والد مرزا احمد بیگ نے انکار کر دیا تو چونکہ حرمت بی بی انہی کے عزیزوں میں سے تھی (مرزا غلام احمد کی چچازاد بہن کی بیٹی تھی) مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو دھمکی دی کہ یا بیٹی دے دو ورنہ حرمت بی بی کو طلاق ہو جائے گی۔ یہ بڑھیا اس معرکہ میں کیا کر سکتی تھی یہ آپ ہی سوچیں اس بے بس عورت کو جو عرصہ سے معلقہ کی طرح زندگی گزار رہی تھی اسے مرزا صاحب نے اس حال میں بھی رہنے نہ دیا اور بالآخر طلاق دے دی۔ انسانی حقوق کے ساتھ یہ تماشہ شاید ہی کہیں آپ کی نظر سے گزرا ہو۔ کیا بیوی پر شرعاً ضروری ہے کہ وہ کسی دوسری عورت کو اپنے خاوند کے نکاح میں آنے پر مجبور کرے یا اس کے والد کو کہے کہ اپنی بیٹی کو میرے خاوند کے نکاح میں دو؟ اگر نہیں تو کیا خاوند کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اس بے بس بیوی کو اپنے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق پر مجبور کرے کیا اسلام ان سفلی حرکات کی اجازت دیتا ہے کیا کوئی شریف آدمی اپنی بیوی سے اس قسم کے کام لیتا ہے۔ کیا عورتیں مکلّف ہیں کہ اپنے خاوند کو اس طرح اور لڑکیاں مہیا کریں۔ کوئی عالم دین اس بات کا فتویٰ نہ دے گا۔

پھر یہی نہیں کہ مرزا غلام احمد نے حرمت بی بی کو اس پر طلاق دی اس نے اپنے بیٹے سلطان احمد کو بھی مجبور کیا کہ وہ اپنی والدہ کے ان رشتہ داروں سے قطع تعلق کرے سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً اتنی بات پر اپنے بیٹے کو عاق اور محروم الارث کیا جا سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد نے انہیں لکھا:

"اب تم اپنا آخری فیصلہ کر لو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہو گا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صورت میں تم کو عاق

کرتا ہوں"۔ (سیرت المہدی جلد ا ص ۲۹)

کیا اس بات پر کہ ایک شخص کو مجبور کیا جائے کہ اپنی کمسن بیٹی کو ایک پچپن سال کے بوڑھے کے نکاح میں ضرور دے اور اس کے جو عزیز اسے مجبور نہ کر سکیں اور اس سے ملنا جلنا بند نہ کریں ان میں کسی کو عاق کیا جا سکتا ہے؟ مرزا سلطان احمد اور فضل احمد دونوں بالغ تھے شادی شدہ تھے اپنے باپ سے علیحدہ رہ رہے تھے انہیں اس بات پر عاق کرنا کہ وہ اپنے باپ کو یہ کمسن بچی نہ دینے والے باپ سے قطع تعلق کیوں نہیں کرتے
کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (یہ بھی محمدی بیگم کے خاندان میں سے تھی مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو"۔ (سیرت المہدی ج ا ص ۲۹)

بڑھاپے میں ایک کمسن لڑکی کو اپنے نکاح میں لانے کے لئے اپنے بیٹے کے بستے گھر کو اجاڑنا اور لڑکی والوں پر ہر طرف سے دباؤ ڈالنا کیا یہ کردار کسی خدا سے ڈرنے والے کا ہو سکتا ہے؟ ناظرین خود اس پر غور فرمائیں۔

لڑکی کے والد کو زمین دینے کا لالچ دینا:

مرزا غلام احمد نے مرزا احمد بیگ کو لکھا:

"آپ کی دختر کو اپنی زمین اور تمام جائداد کا تہائی حصہ دوں گا اور بھی جو تم مانگو

گے تم کو دوں گا .... میں نے یہ خط اللہ کے حکم سے لکھا ہے اور جو وعدہ زمین اور جائداد دینے کا اس میں کیا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور یہ خدا نے اپنے الہام سے مجھ سے کہلوایا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴)

ناظرین اس عبارت پر غور فرمائیں اور اپنے دل سے ان سوالوں کا جواب لیں۔

(۱) وہ خدا جو مرزا غلام احمد سے اس لڑکی کی خاطر اتنی منتیں کرا رہا ہے اور لڑکی کے والد کو اپنے الہام سے تسلی دے رہا ہے کیا اس پر قادر نہ تھا کہ **کُنْ** کہہ کر لڑکی دینے کا ارادہ احمد بیگ کے دل میں ڈال دے اور یہ نکاح ہو جائے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون۔ (پ ۲۳ یٰسین) جب وہ کسی بات کا ارادہ کر لے تو کہتا ہے "ہو جا" اور وہ بات ہو جاتی ہے۔

(۲) محمدی بیگم اگر مرزا کے نکاح میں آجائے تو کیا وہ مرزا غلام احمد کی وفات پر اس کے وارثوں میں سے ہو گی یا نہ؟ اگر ہو تو بتلایئے کہ جائیداد کے تیسرے حصے کی کسی کے لئے وصیت کرنا کیا اس کی اجازت کسی وارث کو بھی شامل ہے کیا یہ وصیت کا تیسرا حصہ کسی وارث کو دیا جا سکتا ہے؟

(۳) حضرت ابو امامہ الباھلی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو خطبہ حجۃ الوداع میں سنا آپ نے فرمایا

ان الله تبارك و تعالى قد اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث .

(جامع ترمذی ۲ ص ۳۳)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق آیت میراث میں دے دیا ہے سو اب کسی وارث کے حق میں کچھ اور نہیں دیا جا سکتا۔

اور اگر یہ تیسرا حصہ بطور وصیت نہیں بطور ھبہ دیا جا رہا ہے تو کیا کسی وارث کو کوئی حصہ دوسرے وارثوں کو اس طرح ھبہ کرنے کے بغیر دیا جا سکتا ہے مرزا اگر یہ تیسرا حصہ

محمدی بیگم کو دے رہا تھا تو کیا وہ ایسا ہی ایک تیسرا حصہ حرمت بی بی کو اور ایک نصرت جہاں بیگم کو بھی دے رہا تھا جائداد کے اگر تین حصے تینوں بیویوں کو دے دیئے تو بیٹوں کے لئے جماعتی چندوں کے سوا اور کیا باقی رہ جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت نعمان بن بشیر کو ان کے والد لے کر آئے اور انہیں ایک غلام ھبہ کرنا چاہا۔ حضور نے آپ کے والد سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اسی مقدار میں کچھ ھبہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر اسے بھی نہیں۔ یعنی شرعی حق سے زائد مال دے تو سب کو دے ایک کو نہیں دیا جاسکتا جو تیسرا حصہ وصیت کر سکتا ہے وہ بھی وارث کو نہیں کسی دوسرے کو۔

عن النعمان بن بشیر انه قال ان اباه اتی به رسول الله ﷺ فقال انی نحلت ابنی هٰذا غلاماً کان لی فقال رسول ﷺ اکل ولدك نحلته مثل هذا فقال لا فقال رسول ﷺ فارجعه . (صحیح مسلم ۲ ص ۳۶)

(ترجمہ) حضرت نعمان کہتے ہیں انہیں ان کے والد حضور کے پاس لے کر آئے اور کہا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ھبہ کر دیا ہے حضور نے پوچھا کہ کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کو اتنا ھبہ کیا ہے والد صاحب نے کہا نہیں اس پر حضور نے فرمایا پھر اسے بھی واپس لے لو۔

نکاح نہ ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو چوہڑا چمار کہہ دینا :

مرزا غلام احمد کو جب معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا نکاح کسی اور جگہ ہونے والا ہے تو مرزا نے مرزا علی شیر بیگ کو جو مرزا احمد بیگ کا بہنوئی تھا۔ اور مرزا فضل احمد کا خسر تھا (اس کی بیٹی عزت بی بی مرزا غلام احمد کی بہو تھی) ۴ مئی ۱۸۹۱ء کو یہ خط لکھا :-

> "میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں...... میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے...... اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت

مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا تھا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار اور ننگ تھی۔ اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو(۱) خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں............ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بیشک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے میں نے ان کی خدمت میں لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا .... اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا (محمدی بیگم کے دوسری جگہ نکاح کا) بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں .... آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا"۔

دیکھئے اس لئے ایک کمسن لڑکی ایک بوڑھے کے نکاح میں کیوں نہیں آتی کتنے پاپڑ

(۱) مرزا نے تو خود ان کی بہن حرمت بی بی کو اپنے سے فارغ کر کے بچے کی ماں بنا رکھا تھا اب بچے کے خسر کی یہ منت و سماجت کیوں؟

بیلے جارہے ہیں اور کتنے گھر برباد کئے جارہے ہیں اپنی بیوی حرمت بی بی کو طلاق دی جارہی ہے۔ بہو (عزت بی بی) کو طلاق دلوائی جارہی ہے فضل احمد کو محروم الارث ہونے کی دھمکی دی جارہی ہے اور محمدی بیگم سے نکاح ہونے کا پھر بھی یقین کامل ہے مرزا صاحب نے پھر اگست ۱۹۰۱ء کو یہ حلفیہ بیان دیا جو ان کے اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔

"عورت (محمدی بیگم) اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ ضرور آئے گا یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی"۔

(عدالت گورداسپور میں مرزا صاحب کا حلفیہ بیان الحکم ص ۱۴ کالم ۳)

مذہبی دنیا میں انسانی حقوق کا ایسا کریہہ ڈرامہ شاید ہی کسی نے دیکھا ہو اور خدا کے نام پر ایسے صریح اور قطعی لفظوں میں شاید ہی کوئی جھوٹ باندھا گیا ہو محمدی بیگم مرزا کی وفات کے بعد ۵۸ سال تک دنیا میں زندہ رہی اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی اور اسے اور اس کے خاندان کو ذلیل ورسوا ہونے کی دھمکیاں دینے والے قانون کی نگاہ میں سرعام غیر مسلم ٹھہرائے گئے نصرت بیگم کی اولاد غیر مسلم ہوگئی اور محمدی بیگم کی اولاد مسلمانوں کی صف میں رہی یہ لوگ ایک اسلامی سلطنت کے آزاد شہری ٹھہرے اور نصرت جہاں بیگم کا پوتا مرزا طاہر مسلمانوں کی غلامی سے بھاگ کر لندن میں انگریزوں کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔ یہ وہ بدنصیب ہیں جو ہمیشہ غیر اسلامی سلطنتوں کے سایہ میں رہیں گے اور آزادی کا سانس انہیں کبھی نصیب نہ ہو اللہ تعالیٰ پاکستان کی آزادی کو قائم اور دائم رکھے یہ وہ تحفہ اور انعام الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد کی مسیحیت کے منکرین کو ۱۹۴۷ء میں بخشا۔

ایک اور پیشگوئی ملاحظہ کرتے چلیں:

جب کسی کو پیشگوئیوں کی عادت پڑ جائے تو وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا مرزا غلام احمد کو جب کبھی اطلاع ملتی کہ فلاں شخص کے ہاں امید ہوگئی ہے تو جھٹ ایک

آدھ پیشگوئی اگل دیتے اور پھر ایسے پہلو دار لفظ بولتے کہ سننے والے وادی حیرت کو ٹوٹتے
قادیان میں ایک پیر جی تھے ان کے گھر امید ہوئی تو مرزا صاحب نے ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء
ایک رویا دیکھا اور کہا:

"دیکھا ہے کہ منظور محمد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام کیا رکھا جائے یہاں تک تو خواب تھا اب ساتھ ہی الہام ہوا کہ نام بشیر الدولہ رکھا جائے اب مرزا صاحب قیاس کی طرف لوٹے اور کہا اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو گا لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہو گا"۔ (بدر جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء تذکرہ ص ۵۹۱)

پھر سات جون ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا اس لڑکے کے دو نام ہوں گے (۱)۔ بشیر الدولہ (۲)۔ عالم کباب (تذکرہ ۶۱۵)۔ یہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے پھر الہام ہوا کہ اس کے دو نام نہیں بلکہ چار ہوں گے ایک شادی خان اور دوسرا کلمۃ اللہ خان۔ (تذکرہ ص ۶۱۶)۔ پھر گیارہ دن بعد الہام ہوا کہ اس لڑکے کے نام چار نہیں نو ہوں گے (تذکرہ ص ۶۲۰)

مگر جب پیر جی منظور صاحب کے ہاں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ کو لڑکی پیدا ہوئی تو مرزا صاحب چودہ دن گھر سے نہ نکل سکے اور گھر بیٹھے کباب کھاتے رہے کہ عالم کباب کیوں نہیں آیا یہ کون آ گئی ہے پہلے دو ناموں والا آرہا تھا، پھر چار ناموں والا، پھر نو ناموں والا کل کتنے نام ہوئے (۱۵)۔ معلوم نہیں اتنے ناموں والا بشیر الدولہ کیسے ہو گیا اسے تو بشیر الاسماء ہونا چاہیے تھا بہر حال حاصل اینکہ مرزا صاحب اپنی اس پیشگوئی میں بھی چوک گئے اور اب انہیں اپنے مرنے کی فکر ہو گئی۔ مرزا صاحب مایوس نہ ہوئے کہا کبھی تو بشیر الدولہ آئے گا کیا منظور کی بیوی زندہ نہیں اور کیا وہ پھر کبھی حاملہ نہ ہو گی۔ کچھ تو خدا سے ڈرو ——— محمدی بیگم کے ہاں اس کے بعد بھی کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔

ایک یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ فرمائیں :

مرزا غلام احمد نے ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء بوحی خداوندی اعلان کیا۔

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ (تذکرہ ص ۵۸۴)

مکہ جانا ان کے نصیب میں نہ تھا مجبوراً اس الہام کی یہ تاویل کی :

اس کے معنی یہ ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہو گی جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کیے جائیں گے دوسرے یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہو گی خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔

مرزا کے دشمن کب مغلوب ہوئے مرزا ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور مولانا ثناءاللہ امرتسری چالیس سال امرتسر میں نہایت عزت سے زندہ رہے ڈاکٹر عبدالحکیم آف پٹیالہ گیارہ سال مزید زندہ رہے ۱۹۱۹ء میں فوت ہوئے۔ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد سالہا سال ۴۰ سال تک مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ کو ساتھ لئے پھرتا رہا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بھی مرزا کی بد دعا کے بعد کئی سال حیات رہے اور ایک دنیا آپ کے علوم و فیوض سے سیراب ہوتی رہی۔

مرزا صاحب کی ایک اور پیشگوئی ملاحظہ ہو :

"واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها نے اپنی پوری چمک دکھلائی .... مدینہ اور مکہ کے درمیان جوریل طیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے"۔

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۲ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۰۸)

دنیا گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی موت کو نوے سال ہو رہے ہیں اور اب تک مدینہ اور مکہ میں ریل نہیں چلی اور مسیح موعود کا یہ نشان ظہور میں نہیں آیا مرزا کی پیشگوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل چل جانی چاہیئے تھی۔

(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۶۴ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۹۵)

(۳) مرزا غلام احمد کے کھلے جھوٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے جن مدعیان نبوت کی خبر دی ان کے بارے میں فرمایا وہ کذاب اور دجال ہوں گے جن مسائل میں قرآن و حدیث کی بحثیں آئی ہیں ان میں ان کا کردار دجل و فریب کا رہا اور ان کے علاوہ جو مباحث سامنے آئے ان میں اس کے کھلے جھوٹ سامنے آئے حضور کی اس پیشگوئی کے مطابق مرزا غلام احمد بھی اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے میں بے شک دجال ہے۔ لیکن ہم یہاں وہ باتیں علیحدہ پیش کریں گے جن میں وہ کذاب ہے اور کھلے جھوٹ کا مرتکب ہے:

جھوٹ نمبر 1 : "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا"۔

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۷ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۰)

یہاں یہ نہیں کہا کہ مذکور ہے بلکہ کہا درج ہے۔ مذکور ہونا کسی معنوی پیرائے میں بھی ہو سکتا ہے درج ہونا خاص لکھے جانے کے معنی میں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کا کشف بھی ایک حقیقت ہے۔ مرزا غلام احمد جس طرح اپنی نبوت کو حضور کی بعثت کا ایک دوسرا ظہور کہتا رہا وہ اپنی وحی (جو تذکرہ کے نام سے ان کے ہاں تلاوت کی جاتی ہے) کو بھی قرآن کا تتمہ سمجھتا ہے تذکرہ میں بیشک یہ لفظ موجود ہے۔

مرزا کے دعوے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کی طرح صرف ایک قرآن کا

قائل نہیں وہ تذکرے کو دوسرا قرآن سمجھتا ہے اور اسے اس قرآن کا تتمہ خیال کرتا ہے تبھی تو اس نے یہ بات کھل کر کہی ہے کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں ہے۔ آگے چلئے مرزا صاحب قرآن کریم پر ایک دوسرا جھوٹ باندھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر 2: "سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی بناء پر خدا نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا"۔

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۸۹ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۳۶۱)

یہ بات سورۃ تحریم میں صریح طور پر ہے۔ قرآن کریم پر یہ اک صریح جھوٹ ہے۔

پھر قرآن پاک پر یہ جھوٹ بھی باندھا ؎

وقد قیل منکم یا تین امامکم
وذالک فی القرآن نبا مکرر

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۱۸۸)

(ترجمہ) روایت میں یہ چیز آ گئی تھی کہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا اور یہ خبر قرآن میں دو دفعہ دی گئی ہے حدیث میں تو ہے کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم واما مکم منکم لیکن یہ قرآن میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم پر یہ الزام ایک کھلا جھوٹ ہے۔

آگے قرآن وحدیث پر ایک اور جھوٹ بولا گیا دیکھیں۔

جھوٹ نمبر 3: لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیشگوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو

(۱) اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

(۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

(۳) اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔

(۴) اور اس کی سخت توہین ہوگی۔

(۵) اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔

سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔

(اربعین حصہ ۳ ص ۱۷ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۴۰۴)

یہ بات نہ قرآن کریم میں ہے نہ احادیث میں مرزا غلام احمد نے یہاں بھی گھڑ کر جھوٹ بولا ہے۔ مسیح موعود کی یہ صفات کہیں کسی روایت میں موجود نہ ملیں گی۔

جھوٹ نمبر 4: مرزاجی نے ہندوستان کے کرشن کنہیا کو نبی ثابت کرنے کے لئے یہ حدیث گھڑی کہ آنحضرت نے یہ فرمایا:

کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمه کاھنا

ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۸۲)

یہ حدیث کہیں ان الفاظ سے پائی نہیں گئی۔

(5) قرآن کریم پر ایک اور جھوٹ:

"اس آخری زمانے کی نسبت خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ خبریں بھی دی تھیں کہ کتابیں اور رسالے بہت سے دنیا میں شائع ہو جائیں گے اور قوموں کی باہمی ملاقات کے لئے راہیں کھل جائیں گی اور دریاؤں میں بکثرت نہریں نکلیں گی اور بہت سی نئی کانیں پیدا ہو جائیں گی اور لوگوں میں مذہبی امور میں بہت سے تنازعات پیدا ہوں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر حملہ کرے گی اور اسی اثنا میں آسمان سے ایک صور پھونکی جائیگی۔ یعنی خدا تعالیٰ مسیح موعود کو بھیج کر اشاعت دین کے لئے ایک تجلی فرمائے گا تب دین اسلام کی

طرف ہر ایک ملک میں سعید الفطرت لوگوں کو ایک رغبت پیدا ہو جائے گی اور جس حد تک خدا کا ارادہ ہے تمام زمین کے سعید لوگوں کو اسلام پر جمع کرے گا تب آخر ہو گا سو یہ تمام باتیں ظہور میں آگئیں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

یہاں قرآن کے حوالے سے یہ باتیں کہی گئی ہیں۔

(۱) : آسمان سے صور پھونکا جانا اور مسیح موعود کا زمانہ ایک ہی ہے اس پر دنیا کا آخر ہو گا اس عبارت میں الفاظ "تب آخر ہو گا" قابل غور ہیں اگلے الفاظ بھی غور سے سمجھیں کہ "یہ سب باتیں ظہور میں آگئیں" اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی صدی آخری صدی ہے اور اس پر دنیا کا آخر ہے اور وہ وقت آن پہنچا ہے جب قیامت قائم ہو گی۔

(۲) : مسیح موعود کے دور میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے مسیح موعود کے باعث پوری دنیا میں ہدایت پھیل جائے گی اور لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔

قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں دیا گیا کہ دریاؤں سے نہریں نکلیں گیں اور چودھویں صدی آخری صدی ہو گی اور اس پر دنیا کا آخر ہو گا اور اس میں تمام سعید الفطرت لوگ اسلام پر جمع ہو جائیں گے۔ مرزا صاحب نے یہ قرآن پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر 6 : اب آیئے آگے چلیں مرزا صاحب آگے احادیث کے نام سے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

"ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہو گا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانے میں پوری ہو گئیں"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۹ ر۔خ جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

کسی حدیث میں چودھویں صدی کا ذکر نہیں نہ یہ کہ یہ صدی آخری ہو گی مرزا غلام احمد نے اپنے کو مسیح موعود منوانے کی خاطر حدیث کے نام پر یہ جھوٹ بولا ہے حدیث صحیح کیا کسی حدیث ضعیف میں بھی چودھویں صدی کا ذکر نہیں۔ یہ بات بھی مرزا

غلام احمد کا آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ آنحضرتؐ نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی۔(دیکھو تحفہ گولڑویہ ص ۴ ۳ ۴ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۱۴۳)

جھوٹ نمبر 7: مرزا غلام احمد کا ایک اور جھوٹ ملاحظہ فرمائیں یہ کسی ایک نبی کے حوالے سے نہیں سب انبیاء گذشتہ کے نام سے یہ بات کہی گئی ہے۔

"انبیاء(۱) گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز کہ یہ پنجاب میں ہوگا"۔

(اربعین ۲ ص ۲۳ ر۔خ جلد ۱۷ ص ۳۷۱)

انبیاء کرام کیا کسی ایک نبی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے کبھی لفظ پنجاب اپنی زبان سے ادا کیا ہو غلام احمد نے یہ انبیاء کرام پر جھوٹ باندھا ہے نہ کسی نبی نے چودھویں صدی کو آخری صدی کہا نہ کسی نے کبھی لفظ پنجاب بولا۔ قادیانیوں کو جب احساس ہوا کہ یہ صریح جھوٹ ہے تو انہوں نے اگلے اڈیشنوں میں لفظ انبیاء کو اولیاء سے بدل دیا لیکن انہیں اگلے الفاظ بدلنے یاد نہ رہے وہ الفاظ کیا تھے:

"اس بات پر قطعی مہر لگادی"

(۱) کسی بات پر قطعی مہر انبیاء سے لگتی ہے اولیاء سے نہیں انبیاء پر خدا کی حفاظت کا سایہ ہوتا ہے گناہ ان کی طرف راہ نہیں پاتا۔ اولیاء کی بات شرعی حجت نہیں ہوتی نہ ان کا الہام دوسروں کے لئے شرعی حجت بنتا ہے یہاں صرف لفظ مہر نہیں قطعی مہر کے الفاظ ہیں۔ اخبار میں مہر تصدیق صرف پیغمبروں کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔

(۲) اولیاء کی بات مرزا غلام احمد پہلے نقل کر آیا ہے وہ اس آنے والے کی خبر نہ دے

نوٹ: دوسرے ایڈیشن میں انبیاء کا لفظ "اولیاء" سے بدل کر خیانت کی اب روحانی خزائن جو قادیانی کتب کا مجموعہ شائع کیا ہے اس میں سے دوسرے ایڈیشن کے حاشیہ کی عبارت بھی حذف کر دی۔ یہ خیانت در خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ (از چنیوٹی)

رہے تھے اس کا انتظار کر رہے تھے ولی انتظار کرتے ہیں اور نبی تصدیق کرتے ہیں وہ پہلی عبارت یہ ہے :

"اس صدی میں جس پر امت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا اور محض ایک دجال پیدا ہوا"۔ (اربعین ص ۷۰ ۳)

سو عبارت کا اصل لفظ انبیاء ہے اولیاء نہیں اور یہ بات مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے کہ انبیاء گذشتہ نے اس پر مہر تصدیق لگائی کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا اور نیز یہ کہ پنجاب میں آئے گا۔ **سبحانک هذا بهتان عظیم**

مرزا غلام احمد کی سفہیات

یوں تو غلام احمد بہت ہوشیار اور چالاک تھا منصوبے پہلے سے اس کے ذہن میں ہوتے تھے اور وہ ان کے لئے مناسب وقت کا منتظر رہتا تھا اور اس کی کہی بات کتنی صریح غلط کیوں نہ نکلے اس کے پاس اس میں تاویلات کی کمی نہ ہوتی تھی براہین احمدیہ اس کی پہلی کتاب ہے جو اس نے دوسرے علماء سے مدد لے کر تالیف کی تاہم اس نے اس میں اپنے آئندہ دعوؤں کی زمین ہموار کرلی تھی اور بڑے بڑے علماء اس کے پیچ میں آگئے تھے لیکن روزمرہ کے امور میں اس سے سفہیات بھی بہت ظاہر ہوتی رہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دینوی امور میں وہ کوئی روشن دماغ اور اچھی درایت اور سمجھ والا آدمی نہ تھا عام دیکھنے والا ہمیشہ اس کی آنکھوں میں شراب کا نشہ محسوس کرتا تھا۔

جو لوگ واقعی مامور من اللہ ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اچھا ذہن اور اچھی درایت عطا فرماتے ہیں اور وہ لوگ اپنے مریدوں کے سوا دوسرے لوگوں میں بھی اچھے سمجھدار اور باعزت سمجھے جاتے ہیں مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے :

"مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھ کر ہو"۔ (حقیقۃ النبوۃ ضمیمہ نمبر ۳)

اب اس کے بر عکس غلام احمد کی چند وہ سفیات (بے وقوفیاں) ملاحظہ فرمائیں جن کو پڑھ کر ہر سلیم الفطرت اس کی عقل اور شعور پر حیران رہ جاتا ہے۔

سر درد کے لئے مرغا ذبح کر کے سر پر باندھنا:

"ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا جس کا دماغ پر بھی اثر تھا اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کرا کر سر پر باندھا"۔ (سیرت المھدی ج ۳ ص ۲۷)

مرغا پیٹ چاک کر کے باندھا یا اس طرح پروں سمیت باندھا اس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

کیا مرغا خود ذبح نہ کر سکتے تھے:

مرغا اس لئے کسی سے ذبح کرایا کہ خود اس جرأت سے خالی تھے ایک دفعہ چاروناچار چوزہ ذبح کیا اور اپنی انگلی کاٹ لی۔

"حضرت اقدس مسیح موعود عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی باندھی ہوئی تھی اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پوچھا کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے تب حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا ایک چوزہ ذبح کرنا تھا ہماری انگلی پر چھری پھر گئی"۔ (سیرت المھدی جلد ۳ ص ۶)

جو لوگ اعتقاداً جہاد کو حرام سمجھتے ہیں پھر ان سے چوزہ بھی ذبح نہیں ہو پاتا بس اپنی ہی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ وہ اس صف کے لوگ ہیں جس میں زلیخا کے زمانہ کی عام عورتیں تھیں۔

دوا کی بجائے بیٹی کو تیل کی شیشی پلا دینا :

"حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی۔ اور باہر ہی فوت ہوئی .... اسے ہیضہ ہوا تھا اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ پاس رکھا کرتے تھے رات کو وہ اٹھا کر کہتی ابا شربت پینا ہے آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے ایک دفعہ لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی"۔

(سیرت المھدی جلد ۳ ص ۲۵۹)

مرزا غلام احمد کے تضادات

جب حرمت بی بی بوڑھی ہو گئی اور مرزا صاحب نے نصرت جہاں بیگم سے نکاح کرنا چاہا تو مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کا حوالہ دیا یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ کہ مسیح آئے گا تو نکاح بھی کرے گا اور اس کی اولاد بھی ہو گی پہلا نکاح دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا ہے وہ اس حدیث کا مصداق نہیں اور اب نصرت بیگم سے جو نکاح ہو گا اس کی اس حدیث میں خبر دی گئی ہے۔

"مجھے بشارت دی گئی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہو گی اور اس میں سے اولاد ہو گی تا پیشگوئی حدیث یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ پوری ہو جائے اور یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہو گا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولدلہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو اعلیٰ اور طیب خاندان سے چاہیے"۔ (اربعین نمبر ۳۶ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵)

مگر جب مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح کرنا چاہا تو پھر انہیں یہی حدیث یاد آگئی اور آپ نے اسی حدیث کا حوالہ دیا یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ ۔ غلام احمد نے لکھا

"اس پیشگوئی (محمدی بیگم سے نکاح) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا"۔

(ضمیمہ انجام آتھم ۵۳ حاشیہ ر۔خ ج ۱۷ص ۳۳۷)

اگر مرزا غلام احمد کے عقیدہ کے مطابق حضور کی یہ پیشگوئی نصرت بیگم کے نکاح سے پوری ہو چکی تھی اور اس سے مرزا کی اولاد بھی ہو چکی تھی تو پھر محمدی بیگم کو اس حدیث یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ کا مصداق ٹھہرانا کیا یہ اپنے آپ سے ٹکراؤ نہیں تاریخ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکرانا تو چلا آتا ہے لیکن یہ اپنے آپ سے ٹکرانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہو سکتا ہے جو مخبوط الحواس ہو یا اسے نصرت کی اولاد کے بارے میں اپنی اولاد ہونے کا یقین نہ ہو۔ معلوم نہیں قادیانی اس میں کونسی شق کو تسلیم کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت سی باتوں کا آپس میں ٹکراؤ ہوتا۔

لو جدوا فیہ اختلافاً کثیرا (پ ۵ النساء ۸۲)

حدیث میں **یولدلہ** کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ مسیح موعود کی پہلی اولاد ہو گی ورنہ ہر **تزوج** پر عام طور پر **تولد** ہو ہی جاتا ہے پھر اسے خصوصی طور پر بیان کرنے کے کیا معنی؟

(۲) غلام احمد نے اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی سے ترک تعلق کیوں کر رکھا تھا؟ مرزا بشیر احمد کا بیان ہے کہ والدہ سلطان احمد اپنے بے دین اقرباء کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی جب مرزا غلام احمد نے اسے نکال دیا تو وہ اپنے بھائی مرزا علی شیر بیگ کے ہاں جا بیٹھی

ظاہر ہے کہ بھائی بھی ایسا ہی بے دین ہو گا جیسی بہن تھی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"مرزا نظام الدین و مرزا امام دین وغیرہ پرلے درجے کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے اور مرزا احمد بیگ مذکور ان کے زیر اثر تھا اور انہیں کے رنگ میں رنگین رہتا"۔ (سیرۃ المھدی حصہ ا ص ۱۱۴)

"یہ لوگ سخت دنیا دار اور بے دین تھے" (ایضاً ص ۳۱)۔

"حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس (حرمت) بی بی کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی"۔ (ایضاً ص ۳۴)

اب ظاہر ہے کہ یہ بے دین لوگ ہرگز مرزا صاحب کے مزاج کے نہ ہوں گے ان میں مرزا احمد بیگ (جس کے نکاح میں مرزا غلام احمد کی چچازاد بہن تھی) اور مرزا علی شیر بیگ (جس کے نکاح میں مرزا احمد بیگ کی بہن تھی) سر فہرست تھے مرزا کی بیوی حرمت بی بی اسی علی شیر بیگ کی بہن تھی۔

اب جب مرزا صاحب کو محمدی بیگم کی طلب ہوئی تو یہ حضرات مرزا صاحب کی نظر میں یکایک نیک ہو گئے مرزا صاحب ' مرزا احمد بیگ کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس طریق اور کن لفظوں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔

(خط ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ)

اس سے دو سال پہلے ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء کے خط میں مرزا صاحب مرزا احمد بیگ کو بدعتی ' بے دین ' مستوجب قہر خدا قرار دے چکے تھے مگر اب دیکھئے ایک لڑکی کے

لالچ میں آپ مرزا احمد بیگ کے حضور کس خوشامدی زبان پر آ گئے۔

مرزا صاحب نے جو خط مرزا علی شیر بیگ کو لکھا جس کے ہاں مرزا صاحب کی بیوی حرمت بی بی فروکش تھی اسے بھی ملاحظہ فرمائیں یہ سب خوشامد صرف اس لئے کی گئی کہ کسی طرح مرزا علی شیر بیگ اپنے بھوئی مرزا احمد بیگ کو محمدی بیگم کے مرزا صاحب سے نکاح کرنے پر مجبور کرے اور اس کی بیوی اپنے بھائی احمد بیگ سے اس نکاح کے لئے لڑ پڑے۔ بہر حال مرزا صاحب کا مرزا علی شیر بیگ کے حق میں یہ خوش آمدانہ لہجہ ملاحظہ ہو۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور ایک نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں .... اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ (خط مرزا غلام احمد از لدھیانہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء)

مرزا غلام احمد نے یہاں یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ کے یہ سب مخالفین اسلام پر قائم ہیں اور مرزا کے کسی آسمانی دعوے کا انکار کر کے وہ اسلام سے نکل نہیں گئے۔

کیا مرزا غلام احمد اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے بارے میں کھلے تضاد کا مرتکب نہیں؟

غلام احمد نے ایک نوکر سے قرآن پڑھا:

(۳) "بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی

کتابیں مجھے پڑھائیں اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا"۔

(کتاب البریہ ص ۱۶۲ ر۔خ جلد ۱۳ ص ۱۸۰)

اپنے اس بیان کے غلط ہونے پر حلف اٹھانا :

"سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے"۔

(ایام الصلح ص ۱۴۷ ر۔خ جلد ۱۴ ص ۳۹۴)

(۴) باخدا لوگ زن مرید نہیں ہوتے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاع الرجل امراته کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کہ گھر میں بیوی کی چلے اور ماں کی نہ چلے خود مرزا غلام احمد بھی لکھتا ہے :

"خدا کا یہ منشاء نہیں کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ"۔

(مکتوبات احمدیہ با تقاریر حضرت مسیح موعود ص ۴۰۳)

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں لکھا ہے انہیں عورتوں سے بہ تواتر خبر پہنچی کہ حضرت صاحب زن مرید تھے۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے :

"اندرون خانہ کی خدمت گار عورتوں کو میں نے بارہا تعجب سے کہتے سنا ہے کہ مرجا بیوی دی گل بڑی من دا اے" (مرزا اپنی بیوی کی بات بہت مانتا ہے)

(سیرت المھدی جلد اول ص ۲۷۶)

اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ گھر کی خدمتگار عورتوں میں (جیسے عائشہ' زینب اور مائی فجو منشیانی وغیرہ) مرزا غلام احمد کی کوئی خاص عزت نہ تھی وہ اسے عام مرجا یا مرزا کہہ کر ذکر کرتیں کبھی کوئی تعظیمی کلمہ ساتھ نہ ہوتا تھا۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد بیوی کی بات بہت مانتا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اور بھی کرنا چاہتا تھا اس تعارض اور تضاد کو اٹھانے کی ایک صورت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد زن مرید تو بیشک تھا لیکن ضروری نہیں کہ اسے خود بھی اپنے زن مرید ہونے کا پتہ ہو شراب پینے والوں کے ہوش اکثر اڑے رہتے ہیں۔

(۵) مرزا غلام احمد کی فحش پسندی کے چند نمونے

جس طرح صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بڑے فخر و اعزاز سے کہتے تھے کہ آپ کا مزاج ہرگز فحش پسندانہ نہ تھا۔

لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا هذا حدیث حسن صحیح ...... ماکان الفحش فی شی الا شانه (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۹)

مرزا غلام احمد باوجود اس دعویٰ کہ میں نے حضور کی پیروی سے یہ نئی قسم کی نبوت حاصل کی ہے اور حضورؐ یقیناً فحش پسند نہ تھے مگر وہ (مرزا) فحش پسند تھا اللہ تعالیٰ سب جہانوں کا پالنے والا ہے کافروں کا پرمیشر بھی وہی ایک ہے مگر مرزا غلام احمد کہتا ہے۔

آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل کے فاصلے پر ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)۔ (چشمہ معرفت ص ۱۱۳ ر۔خ جلد ۲۳ ص ۱۲۱)

پھر مرزا صاحب ہندو لالہ جی کے بارے میں لکھتے ہیں:

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اسکے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اسکے یاروں کو دیکھنے کے لئے
سر بازار ان کی باری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے
(آریہ دھرم ر۔خ جلد ۱۰ ص ۷۶)

ہندو وید پر جرح اپنی جگہ لیکن کسی شریف آدمی کو بے حیائی کے یہ چٹخارے بھی زیبا نہیں کیا یہ زبان اور یہ انداز کسی آسمانی رہنما کا ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا ظل کہے جس کا پاؤں جہاں پڑتا وہاں بھی کبھی بے حیائی کا چھینٹا نہ گرتا تھا۔

ایک ہندو عورت رام دئی کو جو ساری رات پنڈت سے منہ کالا کراتی رہی لالہ کس طرح تسلی دیتا ہے اسے غلام احمد کے الفاظ میں پڑھیں۔

لالہ دیوث بولے اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلالوں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیل سنگھ، لہنا سنگھ، بوڑ سنگھ، جیون سنگھ، صوبا سنگھ، خزان سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اسی محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر یہ سب حاضر ہو سکتے ہیں۔
(آریہ دھرم ر۔خ جلد ۱۰ ص ۴۳)

کیا یہ زبان اور پیرایہ بیان کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی ملہمِ ربانی اور ماموریزدانی کا۔ عام آوارہ لڑکے بھی ایسی کہانی جوڑنی پسند نہیں کرتے اور مرزا غلام احمد ہے کہ اس سے کم پر رہتا ہی نہیں۔

چشمہ معرفت ر۔خ جلد ۲۳ ص ۱۲۱ پر اسے اس خاص عضو کا نام لیتے شاید کچھ شرم آ گئی ہو لیکن تذکرۃ المھدی میں مرزائیوں نے کھل کر وہ پنجابی لفظ کہا جسے ہم نقل نہیں کر سکتے صرف اس کا وزن بتلانے کے لئے اردو کا ایک فعل ماضی لکھ دیتے ہیں دوڑا' سمجھنے

والے سمجھ لیں۔ (دیکھئے تذکرۃ المھدی ص ۷ ۱۵ و ۳۳۲)

مرزا بشیر الدین محمود اسے اردو میں اسی طرح منہ میں لایا کرتا تھا۔

نکاح کی ایک تقریب میں اس نے مولانا محمد حسین بٹالوی کا ذکر کیا اور کہا

ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر مسیح موعود کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ابو جہل نے کیا تھا تو اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔

(الفضل ۲ نومبر ۱۹۲۲ء)

معلوم ہوتا ہے ان لوگوں کی اس کے بغیر تسلی نہیں ہوتی تھی اور وہ یہ فحش الفاظ اپنی زبان پر لانے میں مجبور تھے۔

مولانا سعد اللہ لدھیانوی ؒ کے ہاں اولاد نہ تھی اسے اب مرزا غلام احمد کی زبان سے سنیئے :

"خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۴۴۴)

یہ رحم پر مہر لگنا کتنی کھلی اور ننگی بات ہے۔

مولانا عبد الحق غزنوی ؒ کو طعنہ دیتے ہوئے مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔

یہ تو نقطہ الف تھا اب (ب) اور (ج) بھی ملاحظہ فرمائیں :

(ب) کیا اب تک عبد الحق اور عبد الجبار وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی نجاست کھائی۔

(ج) کیا اب تک عبد الحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

قارئین کرام! کچھ تو سوچیں یہ پیرایہ بیان کیا کسی شریف آدمی کا ہو سکتا ہے کسی کا نام لے کر اس کے سامنے یہ شرافت سوز زبان استعمال کرنے سے تو شاید بازاری عورتیں بھی شرم کریں مگر افسوس صد افسوس کہ مرزا غلام احمد کو تمام مسلمانوں کو بازاری عورتوں کی اولاد کہنے میں بھی پردے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور اس نے کھلے بندوں انہیں **ذرية البغايا** کہا یعنی بازاری عورتوں کی اولاد

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸ ر۔خ جلد ۵ ص ۵۴۸)

یہاں ہم ان کی دی ہوئی گالیوں کا محاسبہ نہیں کر رہے یہاں صرف ان کی فحش زبان کا گلہ پیش نظر ہے یہ زبان کبھی اللہ والوں کی نہیں ہو سکتی اور سنیئے اور سر دھنیئے۔

جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف و گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ (حیات احمد جلد ۱ نمبر ۳ ص ۳۵ ماخوذ از احتساب قادیانیت ص ۱۵۴)

کیسی شرمناک زبان ہے "جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں"۔ کیا یہ زبان ان لوگوں کی ہو سکتی ہے جو دنیا کو شرافت اور تہذیب کا سبق دینے آئے ہوں؟ ہرگز نہیں۔

کسی کو معین کر کے اس پر لعنت کرنا کبھی کسی معاشرے میں پسند نہیں کیا جاتا ہاں عام پیرائے میں آپ لعنت الله على الكاذبين کتنی دفعہ کیوں نہ کہیں یہ کوئی برا نہیں مناتا لیکن کسی کو مخاطب کر کے کہنا اے حرامزادے یہ تہذیب و شرافت کا خون کرنا ہے۔ غلام احمد اس سے بھی باز نہ آیا اور اس نے حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو سر عام کہا۔

اذيتنی خبثاً فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاى

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵ ر۔خ جلد ۲۲ ص ۴۴۶)

(ترجمہ) تو نے مجھے اپنی خباثت سے بہت دکھ دیا ہے میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو اے کنجری کے بیٹے۔

کتنے ہی لوگ اس سے غلام احمد کو چھوڑ گئے بد تہذیبی کو گوارا کرنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے بد دعا کا کلمہ کہا جائے تو یہ خلاف شرافت نہیں جیسے تبت یدا ابی لھب و تب اس میں خلاف تہذیب اور خلاف شرافت کوئی لفظ نہ ملے گا۔

مرزا غلام احمد نے پیر مہر علی شاہ کے نام سے سرزمین گولڑہ پر لعنت کی کیا ایسے شخص کو مہدی (ہدایت پایا ہوا) کہا جا سکتا ہے۔

فقلت لك الويلات يا ارض جولره

لعنت بملعون فانت تدمر

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۷۵ ر۔خ جلد ۱۹ ص ۱۸۸)

(ترجمہ) پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ایک ملعون کے سبب لعنتی ہو گئی ہے تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ ان عبارات میں انسانی شرافت کی کیا کچھ بھی جھلک ملتی ہے۔ مونث کے لئے تدمرین کی بجائے تدمر کا صیغہ لانا قادیانیوں کے ہاں مرزا صاحب کا اعجاز شمار ہوتا ہے:

شیعہ کو خوش کرنے کے لئے مرزا نے کہا کہ یہ پاکدامن عورتوں کی اولاد ہیں شاید متعہ کی طرف اشارہ کرنا ہوگا مرزا صاحب کی فحش زبان یہاں بھی نمایاں ہو کر رہی یہ خود لکھتے ہیں۔

کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اس کی پاکدامن ماں ایک زانیہ کنجری کے ساتھ سوئے۔ (نزول المسیح ص ۴۸ ر۔خ جلد ۱۸ ص ۴۲۵)

اپنے مخالفین کو سوروں اور کتیوں کی اولاد کہنا :

خنازیر اور کتے مختلف النوع حیوان ہیں کبھی کسی نے سور کو کتیا سے دوستی کرتے نہ

دیکھا ہو گا لیکن مرزا غلام کو اپنے مخالفین سوروں اور کتیوں کی اولاد دکھائی دیئے کیا یہ خلاف فطرت کارروائی نہیں؟ کتیا میں اور خنزیر میں جفتی کیسی؟ مگر غلام احمد کہتا ہے۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا

ونساء هم من دونهن الاكلب

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الھدیٰ ص ۵۳ ر۔خ جلد ۱۴ ص ۵۳)

جب انسان میں حیا نہ رہے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار.

(رواہ الترمذی عن ابی ھریرہؓ جلد ۲ ص ۲۲)

(ترجمہ) حیا انسان میں ایمان کی وجہ سے آتی ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے اور بازاری گفتگو ظلم ہے اور ظلم کا ٹھکانہ آگ ہے او کما قال النبی (صلى الله عليه وسلم).

ہم نے قادیانی لٹریچر سے قصر قادیانیت میں جھانکنے کی محتاط کوشش کی ہے اور اس کے مختلف کھڑکیوں سے مرزا غلام احمد کو نئی نئی اداؤں میں قلابازیاں کھاتے دیکھا ہے ہمارے وسیع تجربے میں قادیانیت پر غور کرنے کی یہ آسان ترین راہ ہے ختم نبوت اور نزول عیسیٰ بن مریم علمی مسائل ہیں اور ان کے لئے عربی علوم میں درک ضروری چیز ہے قادیانیوں نے ان مسائل کو دجل کی تاریک راہوں میں اتنا الجھا دیا ہے کہ پوری توجہ اور محنت کے بغیر اس ڈور کو سلجھایا نہیں جا سکتا قادیانی تو ان مباحث میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد اور اس کی زندگی پر نہ جا سکے حالانکہ یہ سب اختلافات اسی کے آنے سے پیدا ہوئے تو کیا یہ آسان ترین راہ نہیں کہ پہلے اس قسم کے واقعات پر غور کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد شراب پیتا تھا یا نہیں اور غیر محرم عورتوں سے اس کا اختلاط تھا یا

نہیں مرزا غلام احمد کی پیشگوئیاں وہ غیبی واقعات ہیں جن میں اللہ رب العزت کی لاٹھی غلام احمد پر بے دریغ برسی ہے۔

علمی مسائل میں مہارت علماء کو ہی ہو سکتی ہے وہی ان ابواب میں قادیانی دجل و فریب کو تار تار کر سکتے ہیں **عامة الناس** کے لئے قادیانیت کو صرف ان راہوں سے بے نقاب کیا جاسکتا ہے جن میں مرزا غلام احمد ۶۸ سال تک چلا۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور ان کے تلامذہ نے اس محاذ پر بڑا علمی کام کیا ہے حضرت شاہ صاحب کے شاگردوں میں گوجرانوالہ کے مولانا محمد چراغ صاحب مئولف "العرف الشذی" پنجاب کے رہنے والے تھے اور فتنہ قادیانیت یہیں سے اٹھا تھا مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کو اس راہ سے دیکھنے کی طرح ڈالی آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد حیات قادیان میں دفتر ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ بنے اور تقسیم ملک تک آپ قادیان میں ہی مقیم رہے تقسیم ملک پر مرزا البشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ اب قادیان دارالامان نہیں رہا اب ہم پاکستان میں مسلمانوں کی ماتحتی میں رہیں گے۔

مولانا ظفر علی خاں نے قادیانیوں کو پاکستان آتے دیکھا تو کہا

ذریۃ البغایا کل تک تھا نام جن کا
آج ان کی چاپلوسی کیوں ہو گئی ضروری

قادیان سے قادیانیوں کے نکلنے کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے مولانا محمد حیات کو فاتح قادیانیت کا خطاب دیا اور اب آپ بھی وارد لاہور ہوئے۔ اور الہلال فونڈری لاہور میں قیام فرمایا

مرزا البشیر الدین محمود کو متحدہ پنجاب کے آخری گورنر نے ضلع جھنگ میں آباد ہونے کے لئے ایک وسیع رقبہ دیا اور مرزا البشیر الدین نے اس کا نام "ربوہ" رکھا کہ یہ دوسرے مسیح کے پیروؤں کی پناہ گاہ ہے دارالامان سے نکلے تو اب خدا نے انہیں "ربوہ"

میں پناہ دی انہیں اس وقت علم نہ تھا کہ یہ جگہ بھی ان کے لئے پناہ گاہ نہ رہے گی۔ قادیان دارالامان سے تو دن کے وقت نکلے تھے یہاں "ربوہ" کی پناہ گاہ سے انہیں رات کی تاریکی میں نکلنا پڑے گا۔ اور پھر ربوہ بھی جب "ربوہ" نہ رہے تو یہ الہام نگر بھی چناب نگر کہلائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ پھر چناب بھی ان سب کو بہا لے جائے گا۔

پاکستان میں قادیانیوں کے بارے میں سب عوام مسلمان نکلے

پاکستان آل انڈیا مسلم لیگ کی قیادت میں معرض وجود میں آیا تھا اور پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی تھے۔ قادیانیون کا دعویٰ تھا کہ مرزا غلام احمد کے خلاف صرف مولوی حضرات ہیں عوام نہیں، مرزا غلام احمد اسی لئے علماء کو بدذات فرقہ مولویاں کہتا رہا، قادیانیوں کا خیال تھا کہ مسلمان عوام اس مسئلے میں اپنے مولویوں کے ساتھ نہیں ہیں وہ شاید کس قدر ان کا ساتھ دیں گے۔

لیکن یہ ایک اسلام کا اعجاز تھا کہ باوجودیکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلم لیگ کی حکومت نے قادیانیوں کی بہت پردہ پوشی کی لیکن آنے والے وقت میں سب عام مسلمان وہ دین کا علم رکھتے ہوں یا نہ اور سیاسی طور پر وہ کسی گروپ سے کیوں نہ ہوں سب قادیانیوں کے بارے میں یک زبان نکلے اور سب نے کہا ہم کسی سیاسی مصلحت پر اپنے ایمان کو قربان نہیں کرنا چاہتے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں سب مسلمان ممبران نے عقیدہ ختم نبوت کی حمایت میں ہاتھ اٹھایا اور بلا کسی سیاسی تفریق کے سب نے محدث العصر مولانا محمد یوسف البنوری، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مفتی محمود صاحب کا ساتھ دیا اور ایک ممبر بھی ایسا نہ تھا جو کسی درجے میں قادیانیوں سے کسی رعایت کا خواہاں ہو سب ممبران

کہتے تھے کہ سیاست تو یہیں دھری کی دھری رہ جائے گی ہم حضور خاتم النبیین کی شفاعت کیسے پا سکیں گے اگر ہم نے ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ اسلام سے وفا نہ کی۔

یہ اسلام کا ایک اعجاز ہے جس نے پاکستان میں ربع صدی کے اندر اندر یہ فضا پیدا کر دی اور پھر ۱۹۹۹ء میں جب پاکستان اپنی تاریخ میں نصف صدی طے کر چکا پنجاب اسمبلی نے قادیانی مرکز کا نام "ربوہ" اس لیے بدلا کہ اس سے قادیانی قرآن کریم کی ایک آیت میں الحاد کی راہ چل رہے تھے اور لوگوں کو ایک مغالطہ دے رہے تھے۔

الحمد للہ اسمبلی کے تمام مسلمان ممبروں نے وہ حکومت کے ہوں یا اپوزیشن کے سب نے اس قرارداد کی حمایت کی کہ قادیانیوں کو اپنی بستی کا نام قرآن کریم کے کسی لفظ پر رکھنے کا حق نہیں ہے۔

جدید تعلیم یافتہ نامور شخصیتوں میں علامہ اقبال کے بعد سابق جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ ہیں جنہوں نے طالبعلمی سے لے کر اپنی ریٹائرمنٹ تک ہمیشہ ختم نبوت کا جھنڈا اٹھایا اس راہ میں انہیں بڑی قربانیاں بھی دینی پڑیں آپ انگلینڈ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھی تشریف لائے اور مسلمانان یورپ سے مسئلہ قادیانیت پر ایمان افروز خطاب فرمایا۔

"یہ ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ آج وہی تارڑ صاحب مملکت خداداد پاکستان کے صدر ہیں اور وہ پاکستان جس کا آغاز ظفر اللہ خان قادیانی کی وزارت خارجہ سے ہوا تھا۔ آج ان پورے حکومتی ایوانوں میں قادیانیوں کا کوئی نام لینے والا نہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اب اپنے تاریخی انجام کو پہنچ چکے ہیں"۔

قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ

قادیانی سربراہ مرزا طاہر ربوہ ختم ہونے سے پہلے ہی ربوہ سے نکل چکا تھا اسے ربوہ کے ختم ہونے کا دلفگار منظر نہ دیکھنا پڑا یہ بد قسمت گھڑی اس کے یہاں کے نائب مرزا مسرور احمد کیلئے مقدر تھی یہ اس پر کیسے گزری۔ یہاں کے لوگوں نے ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ء کو مرزا مسرور احمد کو ہتھکڑیوں میں دیکھا۔

تاریخ قادیانیت میں یہ پہلا موقعہ تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو ہتھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ کجا وہ وقت جب مرزا غلام احمد کے والد کو انگریزی دربار میں کرسی ملتی تھی اور کجا یہ وقت کہ قادیانیت پر ابھی پہلی صدی بھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ کرسی نشین کا بد قسمت پڑپوتا ان لوگوں کے سامنے جنہیں مرزا غلام احمد "**ذرية البغايا**" کہتے مرا' ملزموں کے کٹہرے میں دیکھا گیا۔ اگر سو سال میں ترقی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس ترقی سے بچائے۔